قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 21 مئی 2020ء | 27 رمضان 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 122

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ وَ تُوۡلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ ۫ وَ تُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ تُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ ۫ وَ تَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۲۸﴾ (اٰل عمران:28)

ترجمہ: تُو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور تُو مُردہ سے زندہ نکالتا ہے اور زندہ سے مُردہ نکالتا ہے۔ اور تُو جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

روزہ کی اہمیت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مرجائے اور اُس کے ذمہ روزے ہوں تو اُس کا وارث اُس کی طرف سے روزے رکھے۔

(بخاری، کتاب الصوم، بَابُ مَنۡ مَاتَ وَعَلَیۡہِ صَوۡمٌ، روایت نمبر 1952)

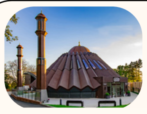

فرمان خلیفہ وقت

توبہ کی دوسری شرط ندم ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''دوسری شرط ندم ہے۔ یعنی پشیمانی اور ندامت ظاہر کرنا۔ ہر ایک انسان کا کانشنس اپنے اندر یہ قوت رکھتا ہے کہ وہ اس کو ہر برائی پر متنبہ کرتا ہے'' فرمایا ''مگر بد بخت انسان اس کو معطل چھوڑ دیتا ہے۔'' (اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر جو ایک صلاحیت رکھی ہوئی ہے اس سے کام نہیں لیتا) ''پس گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ لذّات عارضی اور چندروزہ ہیں۔'' (یہ دنیا کی لذات جو ہیں بالکل عارضی ہیں۔ چند دنوں کی ہیں) ''اور پھر یہ بھی سوچ کہ ہر مرتبہ اس لذت اور حظ میں کمی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ بڑھاپے میں آکر جبکہ قویٰ بیکار اور کمزور ہوجائیں گے آخر ان سب لذّاتِ دنیا کو چھوڑنا ہوگا۔ پس جبکہ خود زندگی ہی میں یہ سب لذّات چھوٹ جانے والی ہیں تو پھر ان کے ارتکاب سے کیاحاصل؟''

فرماتے ہیں ''بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو توبہ کی طرف رجوع کرے اور جس میں اوّل اِقلاع کاخیال پیداہو۔ یعنی خیالات فاسدہ و تصورات بیہودہ کو قلع قمع کرے۔ جب یہ نجاست اور ناپاکی نکل جاوے تو پھر نادم ہو اور اپنے کئے پر پشیمان ہو۔''
(خطبہ جمعہ 9جون 2017ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

روزہ کی حقیقت

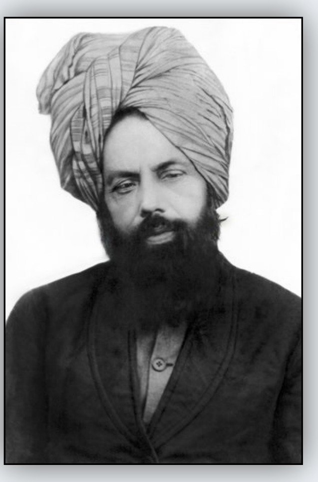

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''روزہ کی حقیقت کہ اس سے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور انسان متقی بن جاتا ہے......انسان کو جو ضرورتیں پیش آتیں ان میں سے بعض تو شخصی ہوتی ہیں اور بعض نوعی اور بقائے نسل کی۔ شخصی ضرورتوں میں جیسے کھانا پینا ہے اور نوعی ضرورت جیسے نسل کے لئے بیوی سے تعلق۔ ان دونوں قسم کی طبعی ضرورتوں پر قدرت حاصل کرنے کی راہ روزہ سکھاتا ہے اور اس کی حقیقت یہی ہے انسان متقی بننا سیکھ لیوے۔ آج کل تو دن چھوٹے ہیں ۔ سردی کا موسم ہے اور ماہ رمضان بہت آسانی سے گزرا مگر گرمی میں جو لوگ روزہ رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بھوک پیاس کا کیا حال ہوتا ہے اور جوانوں کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ ان کو بیوی کی(بیویوں کی) کس قدر ضرورت پیش آتی ہے۔جب گرمی کے موسم میں انسان کو پیاس لگتی ہے ۔ ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔گھر میں دودھ، برف، مزہ دار شربت موجود ہیں مگر ایک روزہ دار ان کو نہیں پیتا کیوں؟اس لئے کہ اس کے مولیٰ کریم کی اجازت نہیں کہ ان کو استعمال کرے بھوک لگتی ہے ہر ایک قسم کی نعمت زردہ، پلاؤ، قورمہ، فرنی وغیرہ گھر میں موجود ہیں اگر نہ ہوں تو ایک آن میں اشارہ سے تیار ہو سکتے ہیں مگر روزہ دار ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا ۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ اس کے مولیٰ کریم کی اجازت نہیں۔... رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتیں کیو ں نہ ہوں مگر خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضامندی کے لئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کی پرواہ نہیں کرتا۔''
(الحکم 24 جنوری1904ء ص 12)

اس شمارہ میں

● (اداریہ)شوال کے روزے
● تعارف سورۃ الانعام
● رمضان کی اہمیت
● رمضان کا مہینہ نفس کو پاک کرنے کیلئے خاص اثر رکھتا ہے
● وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡآنَ لِلذِّکۡرِ
● آپ آن لائن اسٹور کامیابی سے چلا سکتے ہیں
● کورونا وائرس اور والدہ کی خدمت کے ایمان افروز نظارے

اداریہ

شوال کے روزے

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ (البقرۃ: 159)

ترجمہ: اور جو نفلی طور پر نیکی کرنا چاہے تو یقیناً اللہ شکر کا حق ادا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ فرماتے ہیں: ”مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ بِسِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ: جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد (عید کا دن چھوڑ کر) شوال کے چھ روزے رکھے، گویا کہ اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔“

(سنن أبي داوٗد، کتاب الصوم، باب في صوم ستة أيام من شوال)

آپ ﷺ فرماتے ہیں: ”مَنْ صَامَ رَمَضَانَ فَشَهْرٌ بِعَشَرَةِ أَشْهُرٍ وَصِيَامُ سِتَّةِ أَيَّامٍ بَعْدَ الفِطْرِ فَذَالِكَ تَمَامُ صِيَامِ السَّنَةِ: جس نے رمضان کے روزے رکھے تو ایک مہینہ کا روزہ دس مہینوں کے برابر ہوا، اور پھر عید الفطر کے بعد کے چھ روزے ملا کر سال بھر کے روزوں کے برابر ہوئے۔“

(مسند أحمد، کتاب باقي مسند الأنصار، باب و من حديث ثوبان)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ: جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا جیسے اپنی پیدائش کے دن تھا۔

(المعجم الاوسط، باب من اسمہ مسعود، الجزء 8، ص 275 حدیث نمبر 8622)

حضرت اسامہ بن زیدؓ حرمت والے مہینوں میں روزے رکھتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: صُمْ شَوَّالًا: شوال میں روزے رکھو۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب صیام الشہر الحرم)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ نوافل متمم فرائض ہوتے ہیں۔ نفل کے وقت دل میں ایک خشوع اور خوف ہوتا ہے کہ فرائض میں جو قصور ہوا ہے وہ اب پورا ہو جائے۔ یہی وہ راز ہے جو نوافل کو قربِ الٰہی کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے گویا خشوع اور تذلّل اور انقطاع کی حالت اس میں پیدا ہوتی ہے اور اسی لئے تقرب کی وجہ میں ایام بیض کے روزے، شوال کے چھ روزے یہ سب نوافل ہیں۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 437)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا طریق تھا کہ شوال کے مہینے میں عید کا دن گزرنے کے بعد چھ روزے رکھتے تھے اس طریق کا احیاء ہماری جماعت کا فرض ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے اس کا اہتمام کیا تھا کہ تمام قادیان میں عید کے بعد چھ دن تک رمضان ہی کی طرح اہتمام تھا۔ آخر میں چونکہ حضرت صاحب کی عمر زیادہ ہو گئی تھی اور بیمار بھی رہتے تھے اس لئے دو تین سال بعد آپؑ نے روزے نہیں رکھے۔ جن لوگوں کو علم نہ ہو وہ سن لیں اور جو غفلت میں ہوں ہوشیار ہو جائیں کہ سوائے ان کے جو بیمار اور کمزور ہونے کی وجہ سے معذور ہیں چھ روزے رکھیں۔ اگر مسلسل نہ رکھ سکیں تو وقفہ ڈال کے بھی رکھ سکتے ہیں۔ (فقہ المسیح، صفحہ 215)

ایک بچی نے سوال کیا شوال کے روزے کن دنوں میں رکھنے چاہئیں؟ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: رمضان کے بعد مہینہ آتا ہے اس کا نام شوال ہے۔ اس مہینے میں تم رکھ سکتی ہو.....یکم شوال کو عید ہے تو دو سے روزے رکھنا ضروری نہیں ہے...... لگاتار چھ بھی رکھ سکتی ہو اور اس پورے مہینہ میں چھ بھی رکھ سکتی ہو۔ ضروری نہیں ہے لگاتار چھ رکھنے۔ یہ ضروری ہے کہ شوال کے مہینے میں رکھنے ہیں.....فرمایا: شوال کے روزے شوال کے مہینے میں ہی رکھنے چاہئیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ لگاتار رکھو اگر تمہارے روزے رمضان میں چھوٹ جاتے ہیں، پورے نہیں رکھ سکتے تو شوال کے مہینے میں شوال کے روزے رکھ لو اور جو رمضان کے چھٹے ہوئے روزے ہیں وہ باقی سال کے کسی دوسرے حصے میں پورے کر لو۔ ضروری نہیں ہے کہ پہلے رمضان کے روزے پورے کرنے ہیں پھر وہ پورے کرنے ہیں۔ رمضان کے روزے، شوال کے بعد بھی پورے ہو سکتے ہیں۔

(گلشن وقف نو لجنہ وناصرات 30 مارچ 2013ء، سپین)

(ابو سعید)

پڑ جائے ایسی نیکی کی عادت خدا کرے

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے

توحید کی ہو لب پہ شہادت خدا کرے
ایمان کی ہو دل میں حلاوت خدا کرے

پڑ جائے ایسی نیکی کی عادت خدا کرے
سرزد نہ ہو کوئی بھی شرارت خدا کرے

حاکم رہے دلوں پہ شریعت خدا کرے
حاصل ہو مصطفےٰؐ کی رفاقت خدا کرے

مٹ جائے دل سے زنگِ رذالت خدا کرے
آجائے پھر سے دورِ شرافت خدا کرے

مل جائیں تم کو زہد و امانت خدا کرے
مشہور ہو تمہاری دیانت خدا کرے

بڑھتی رہے ہمیشہ ہی طاقت خدا کرے
جسموں کو چھو نہ جائے نقاہت خدا کرے

مل جائے تم کو دین کی دولت خدا کرے
چمکے فلک پہ تارۂ قسمت خدا کرے

ٹل جائے جو بھی آئے مصیبت خدا کرے
پہنچے نہ تم کو کوئی اذیت خدا کرے

منظور ہو تمہاری اطاعت خدا کرے
مقبول ہو تمہاری عبادت خدا کرے

(کلام حضرت مصلح موعودؓ)

وقار احمد بھٹی

تعارف سورۃ الانعام(چھٹی سورۃ)

(مدنی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 166 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن ملک غلام فرید صاحب ایڈیشن 2003ء

وقتِ نزول اور سیاق و سباق

یہ مکی دور میں نازل ہونے والی سورۃ ہے۔ اکثر روایات کے مطابق یہ سورۃ اکٹھی نازل ہوئی تھی بعض راویوں کے مطابق ستر ہزار فرشتے بطور محافظ کھڑے تھے جب اس سورۃ کا نزول ہو رہا تھا جو اس سورۃ کے اہم مضامین کی طرف اشارہ ہے۔ غالباً اس سورۃ کا عنوان اس کی آیات 137 تا 139 سے لیا گیا ہے جہاں جانوروں کی پرستش کی وجہ سے حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔

مضامین کا خلاصہ

اس سورۃ کے مضامین کو بیان کرنے کے لئے گزشتہ سورتوں سے مختلف طریق اپنایا گیا ہے اس سورۃ میں غیر بنی اسرائیلی مذاہب کی تردید کی گئی ہےاور زرتشت ازم کی تردید سے آغاز کیا گیا ہے جس میں دو خداؤں کا تصور پایا جاتا ہےیعنی نیکی اور بدی کا خدا۔ قرآن کریم نے اس عقیدہ کی یوں عقدہ کشائی فرمائی ہے کہ نیکی اور بدی دراصل ایک ہی سلسلہ کے دو کڑے ہیں اور ایک کے بغیر دوسرا نا مکمل ہے۔ اس لئے ان دونوں کا دو الگ الگ خداؤں کے ذریعہ وجود میں آنے کا تصور غلط ہے۔ روشنی اور اندھیرا بھی ایک ہی خدا کی تخلیق ہیں اور دو خداؤں کی مخلوق ہونے کی بجائے یہ توحید الٰہی کے لئے ایک زبردست دلیل ہے اور انسان کی تخلیق اور اس کو عطا کردہ خداداد طاقتوں اور استعدادوں کے عجیب تعلق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

یہ سورۃ اس نہایت اہم موضوع پر روشنی ڈالتی ہے کہ برائی انسان کو عطا کردہ خدائی طاقتوں کے غلط استعمال سے پیدا ہوتی ہے اور یہ بھی کہ جب انسان ان استعدادوں کا درست استعمال ترک کردیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک نبی مبعوث فرماتا ہے تاکہ ان کے درست استعمال کی طرف توجہ مبذول کروائے۔ اس کے بعد یہ بتایا گیاہے کہ کفار کو الٰہی عذاب ملنے میں ڈھیل ہونے کے باعث یہ بات انہیں زیادہ دلیر بنا دیتی ہے جبکہ یہ تاخیر محض خدا تعالیٰ کے رحم کے سبب سے ہوتی ہے۔ وہ اپنے نبی اور مومنوں کو ظلم و تعدی کا نشانہ بناتے ہیں اس خام خیالی میں کہ یوں وہ مومنوں کے ایمان میں کمزوری لا سکیں گےجبکہ شدید ترین مخالفت اور ظالمانہ کارروائیوں کے باوجود مومنوں کے ایمان غیرمتزلزل رہتے ہیں۔ جبکہ خود کسی معمولی مصیبت پڑنے سے وہ اپنے مشرکانہ عقائد کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔

مزید براں اس مضمون پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ دہریت کے عقائد پنپنے کی بنیادی وجہ حیات بعد الموت پر ایمان میں کمزوری ہے اسی طرح کافروں کا خدا سے تعلق قائم نہ کر سکنا بھی ایک وجہ ہے۔ یہ ایمان کی دوہری کمزوری انہیں سچائی تسلیم کرنے سے مانع رکھتی ہے۔ منکرین کی طرف سے کی جانے والی نبیوں کی مخالفت ہرگز غیر فطرتی نہ ہے کیونکہ خدا تک وہی لوگ پہنچ سکتے ہیں جو روحانیت سے شغف رکھتے ہیں کیونکہ جو روحانی طور پر بہرہ ہو وہ خدا کی آواز کو نہیں سن سکتا۔ وہ پے در پے نشان دیکھتے ہیں اور طوطوں کی طرح رَٹ لگائے رکھتے ہیں کہ انہیں کوئی نشان نہیں دکھایا جا رہا۔ آنحضرت ﷺ کے مخالفوں نے بہت سے نشانات دیکھے مگر ان سے بہرہ مند نہ ہوئے ۔ اس لئے انہیں متنبہ کیا جا رہا ہے کہ اب وہ بطور سزا نشان دیکھیں گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ منکرین اپنی مرضی سے اور ہٹ دھرمی سے توبہ کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لیتے ہیں اور بہتانوں کے ذریعہ الٰہی پیغام سے منہ موڑلیتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں سزا ملتی ہے۔

پھر یہ بتایا گیاہے کہ جو اللہ سے ڈرتے ہیں ان کے دل سچائی کو قبول کرتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کو بتایا گیا ہےکہ خدا کا خوف رکھنے والوں کو پیغام پہنچائیں۔ دوسروں کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اپنے دل میں خدا کا خوف پیدا کریں پھر دلائل ان کے لئے نفع رساں ہوں گے۔ پھر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اسلام کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ پہلے روحانی ترقی کے لئے خاص طور پر کوشش کی جائے کیونکہ نبی کریم ﷺ فانی ہیں اور ایک دن فوت ہو جائیں گے اور مومنوں کی ایک جماعت رہ جائے گی جو اس الٰہی پیغام کی تشہیر اور تبلیغ کرے گی ۔

پھر منکرین کو بتایا گیا ہے کہ ان کا نبی کریم ﷺ کو قصور وار ٹھہرانا محض ایک حماقت ہے کیونکہ وہ ایک انذاری سزا بھگت چکے ہیں۔ انہیں بتایا گیاہے کہ گھمنڈ کرنے والے اور متکبر اور سچائی کو جھٹلانے والے کو سزا دینا یقینی طور پر خدا کا کام ہےوہ جیسے مناسب سمجھتا ہے ان کے مناسب حال انہیں سزا دیتا ہے۔ ایسا بھی ممکن ہے کہ کوئی شخص جو آج سچائی کا دشمن ہے اور الٰہی سزا کا مستحق معلوم ہوتا ہےاپنے اندر ایسی حقیقی اور سچی تبدیلی پیدا کرلے اور الٰہی رحم کا مستحق بن جائے۔ اس لئے سزا کا وارد کرنا یا معاف کردینا یا موقوف کردینا خدا کا ہی کام ہے۔

بعد ازاں اس سورۃ میں متعدد خداؤں کو ماننے کے عقیدہ کا جھوٹا ہونا بیان کیا گیا ہے ان دلائل کی رو سے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھائے ۔ پھر ان نعماء اور فضلوں کا ذکر ہے جو خدا نے آپؑ پراور آپؑ کی نسلوں پر کئے کیونکہ انہوں نے حق کو دنیا میں پھیلانے کے لئے حد درجہ کوشش کی۔ یہ سورۃ آگے چل کر اس موضوع پر روشنی ڈالتی ہے کہ خدا کے فرستادے کبھی ناکام نہیں ہوتے۔ بارش کے پانی کی طرح یہ روحانی طور پر بنجر اور بے آب و گیاہ زمین کو روئیدگی اور تازگی بخشتی ہے اور جیساکہ خدا تک پہنچنا ناممکن ہے جب تک وہ خود کسی انسان پر اپنے تئیں ظاہر نہ کرے۔ یہ ضروری ہے کہ خدا کے رسول کچھ عرصہ کے بعد مبعوث ہوتے رہیں کیونکہ وہ خدا کا مظہر ہوا کرتے ہیں۔

پھر یہ بتایا گیا ہے کہ پختہ ایمان کے حصول کے لئے پوری رضا و رغبت کے ساتھ دل کی تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے جو لازم و ملزوم ہے۔ بغیر ایسی تبدیلی کے نشانات اور معجزات بھی کسی کام نہیں آتے۔ بعد ازاں اسلامی عقائد اور مشرکوں کی حرکات کا موازنہ پیش کیا گیا ہے کہ (اسلامی عقائد) دلائل اور انصاف کے ہر مطالبے کا تسلی بخش جواب دیتے ہیں جبکہ ان (مشرکانہ حرکات) کی کوئی دلیل پیش نہیں کی جاتی۔

اس سورۃ کے اختتام پر ہمیں بتایا گیاہے کہ اس قرآن کا نزول ایسی اقوام کو اٹھانے اور معزز قرار دینے کیلئے بھی ہے جن کی طرف کبھی بھی وحی و الہام نازل نہیں کیا گیا تاکہ وہ اہلِ کتاب کے مدّمقابل کسی احساسِ کمتری میں مبتلا نہ ہو جائیں ۔ قرآن کریم کا پیغام صحف سابقہ کے مقابل پر، جملہ انسانیت کیلئے ہے اور یہ حقیقی اور مستقل امن کی راہ مختلف اقوام کے مابین اور انسان اور اس کے خالق کے مابین بھی راہ ہموار کرنا چاہتی ہے۔

******

زرتشت منیر احمد خان۔ناروے

اعتکاف آخری عشرہ کی بابرکت عبادت

اعتکاف عبادت کی نیّت سے روزہ رکھ کر دنیاوی کاموں سے کلّی انقطاع کر کے مسجد میں ٹھہر کر عبادت کرنے کو کہتے ہیں معتکف کے لئے ضروری ہے کہ اس کی نیّت ہمہ وقت عبادت اور ذکر الٰہی کی ہو نہ کہ دوست احباب سے گپ شپ کی یا دوسروں پر اپنی نیکی کا اثر ڈالنے کی آنحضرت ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ ہر سال رمضان کے آخری دس دنوں میں مسجد میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے آپ کی وفات کے بعد امہات المومنین اس سنت کی پیروی کرتے ہوئے اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں جس سال آنحضور ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپ بیس دنوں تک اعتکاف بیٹھےآنحضرت ﷺ بیس رمضان کی نماز فجر کے بعد اعتکاف بیٹھا کرتے تھے عید کا چاند نظر آنے پر اعتکاف ختم کر دیتےاعتکاف ایک،دو،تین،چار،پانچ،چھ، سات یا آٹھ دن کا بھی ہو سکتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اعتکاف کرنے والے کو اللہ تعالیٰ جہنّم کی آگ سے بچاتا ہے۔

معتکفین

اعتکاف کے لئے ہمہ وقت مصروف رہنے کی غرض سے ایسی مسجد میں اعتکاف بیٹھا جاتا ہے جہاں نماز با جماعت کا التزام ہوتا ہے معتکف کے لئے حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے مسجد سے باہر جانے کی اجازت نہیں معتکف کے لئے ضروری ہے کہ عبادات میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کرے فضول باتوں میں وقت ضائع کرنا مناسب نہیں تلاوت قرآن کریم ، مطالعہ قرآن و حدیث ،نوافل اور دعا میں وقت صرف کرنا چاہئے۔

معتکفات

عورتیں حفاظتی انتظام اور پردہ کی پابندی کے ساتھ مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں نیز گھر میں بھی نماز کی ایک صاف ستھری جگہ مخصوص کر کے وہاں بھی اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں۔مسجد میں صفائی ستھرائی کا اہتمام ضروری ہے اگر عورت کے مخصوص ایام شروع ہوجائیں تو اسے اعتکاف ترک کر دینا ہو گا اس حالت میں مسجد میں رہنا مناسب نہیں۔

لیلۃالقدر

رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں ایک رات ایسی آتی ہے جو بہت برکتوں اور رحمتوں والی رات ہے اسے ہر مومن کو تلاش کرنا چاہئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں۔ اعتکاف بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں کبھی دس دن ہو جاتے ہیں اور کبھی گیارہ........ایک دفعہ رسول کریم ﷺ دوسروں کو قبولیّت دعا کا وقت بتانے کے لئے باہر نکلے تھے مگر اس وقت دو آدمی آپس میں لڑتے ہوئے آپ نے دیکھے تو فرمایا کہ تم کو دیکھ کر مجھے وہ وقت بھول گیا ہے مگر اتنا فرما دیا کہ ماہ رمضان کی آخری دس راتوں میں یہ وقت آتا ہے صوفیاء نے لکھا ہے کہ ان راتوں کے علاوہ بھی یہ وقت آتا ہے مگر رمضان کی آخری راتوں میں قبولیّت دعا کا خاص وقت ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے تجربہ کی بناء پر فرمایا کہ ستائیسویں کی رات کو یہ وقت ہوتا ہے(الفضل 3 نومبر 1914ء)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم ﷺ سے سوال کیا کہ اگر میں لیلۃ القدر پاؤں تو کیا دعا کروں؟ آپ نے فرمایاکہ دعا کرنا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیۡمٌ تُحِبُّ العفوَ فَاعفُ عَنِّی

ترجمہ:اے اللہ تو بہت معاف کرنے والا کریم ہے تو عفو کو پسند کرتا ہے پس مجھ سے درگزر فرما(ترمذی کتاب الدعوات باب 85)

******

ماخوذ

رمضان کی اہمیت

حضرت مسیح موعودؑ کی عرفان انگیز تحریر اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پُر معارف تفسیر

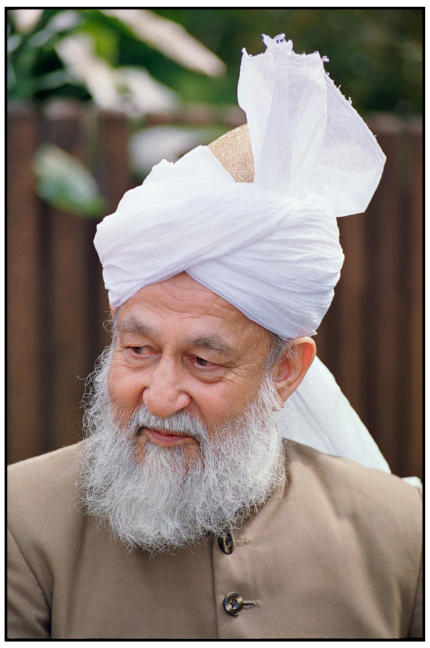

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض تحریرات آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن میں سے ایک یہ مرض تپش کو کہتے ہیں۔ یہ آپ کی تحریر ہے جس میں آپ فرماتے ہیں۔کہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ رمضان یعنی دو گرمیاں۔ رمضان، رمض یعنی گرمی کو کہتے ہیں یہ نام اسی لئے رکھا گیا ہے کہ رمضان گرمی کے مہینے میں شروع ہوا تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ غلط بات ہے۔دو گرمیاں ایک اور مضمون اپنے اندر رکھتا ہے اور اس کا گرمی کے مہینے میں شروع ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔ اس پر جب میں نے تحقیق کی کہ رمضان کب شروع ہوا تھا تو سردیاں بنتی تھیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بات مجھے یقین ہے کہ اسی طرح ثابت ہوگی۔ رمضان کا آغاز سردیوں میں ہوا ہے گرمیوں میں ہوا ہی نہیں۔

پس آپ فرماتے ہیں اس لئے روحانی اور جسمانی تپش مل کر رمضان ہوا۔ یعنی جسمانی طور پر انسان بھوک پیاس کی شدت برداشت کرتاہے اور جدوجہد بہت کرتا ہے رمضان میں، یہ اس کے لئے ایک حرارت ہے اور روحانی طور پر اس کی روح میں غیر معمولی طور پر گرمی پائی جاتی ہے اور بڑے جوش کے ساتھ اپنے رب کی طرف لپکتی ہے پس یہ دو گرمیاں ہیں جو مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے آیا اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سخت ولوں کو پگھلانے کے لئے رمضان کو ایک خاص مزاج عطا ہوا ہے۔اور امر واقعہ یہی ہے کہ بہت سے سخت دل جو عام دنوں میں نرم نہیں ہوتے اور خدا تعالیٰ کے لئے اپنے آپ کو پگھلتا ہوا محسوس نہیں کرتے رمضان میں بعض ایسی راتیں آتی ہیں کہ بے اختیار ان کے دل خدا کے حضور کے حضور سجدوں میں پگھل کر بہنے لگتے ہیں۔ پس حضرت موعود علیہ السلام کا یہ فقرہ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔ بے تعلق نہیں بلکہ حقیقتاً ہم نے اس کو ایسا ہی دیکھا ہے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے نبستاً لمبے اقتباسات میں سے میں کچھ پڑھ کر سناتا ہوں۔

(ملفوظات جلد نہم صفحہ 122۔123)

’’تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزے کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ فَمَنۡ شَہِدَ مِنۡکُمُ الشَّہۡرَ فَلۡیَصُمۡہُ یہ مضمون وہی ہے۔ رمضان کو جو دیکھے وہ اس میں روزہ رکھے۔ شَھِد کا مطلب ہے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ تشریح فرمائی ہے جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ پس تم میں سے وہی ہے جو رمضان کو دیکھتا ہے، جو رمضان کو دیکھتا ان معنوں میں ہے کہ اس میں داخل ہو کر اپنی آنکھوں سے گواہی دے سکے۔اپنے دل سے گواہی دے سکے۔ یہ میرا ایسا ملک ہے جس میں جا چکا ہوں اور اس کے حالات کو جانتا ہوں۔

تزکیہ نفس

’’روزہ اتنا نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے ہر تجربے سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔‘‘

پس رمضان کے مہینے میں کھانے میں زیادتی رمضان کا حق ادا نہیں کرتی بلکہ رفتہ رفتہ کھانے میں کمی رمضان کا حق ادا کرتی ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ شروع میں تو بھوک نہیں لگتی اس وقت میں اس لئے نسبتاً کم کھاتے ہیں اور جوں جوں رمضان آگے بڑھتا جاتا ہے وہ زیادہ کھانے لگتے ہیں یہاں تک کہ آخری دنوں میں تو رمضان ان کو پتلا کرنے کی بجائے موٹا کر جاتا ہے۔ یہ جسم کی فربہی دراصل ان کی فربہی بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے عام طور پر بھولے پن میں، لاعلمی میں لوگ ایسا کرتے ہیں مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔ تزکیہ نفس ہوتا ہے جوکم کھانے سے زیادہ ہوتا ہے۔ پس جتنا آپ کم کھانے کی طرف متوجہ ہوں گے اتنا ہی رمضان آپ کے لئے فائدہ بخش ہو گا۔

کشفی قوتیں بڑھتی ہیں

’’اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں‘‘ یعنی خدا تعالیٰ کو انسان مختلف صورتوں اور صفات میں دکھائی دینے لگتا ہے۔ یہ کشفی قوتوں کا لفظ بہت با معنی تو ہے ہی مگر بہت اہمیت رکھتا ہے۔ بعض لوگوں کو ویسے ہی دماغ کی خرابی سے یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ وہ کشف دیکھ رہے ہیں یا نیند کے غلبہ کی وجہ سے ان کو کچھ سمجھ نہیں آتی اور اپنے خیالات کو ہی کشف بنا لیتے ہیں۔ رمضان میں کشوف کا جو کم کھانے سے تعلق ہے یہ بالکل اور چیز ہے۔ اس کا نفسانی خواہشات اور اپنے دل کے خیالات سے کوئی بھی تعلق نہیں اور مضمون بتاتا ہے کہ وہ کشف حقیقی خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ دل کے توہمات میں ربط کوئی نہیں ہوتا۔دل کے توہمات میں ایسی سچائی اور پاکیزگی نہیں ہوتی جو انسان کو گناہوں سے دور پھینک دے۔ پس کشف کا احساس کا کافی نہیں۔ کشف کا مضمون ضروری ہے کہ کشف میں وہ مضمون ہو جو تقویٰ کا مضمون ہے۔اگر تقویٰ مضمون ہو گا تو کشف دیکھنے والا اپنے کشف کو چھپا لے گا اور اس کے تذکرے نہیں کرے گا۔ پس رمضان میں یہ ساری شرطیں اکٹھی پائی جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعض الفاظ کو غلط معنی پہنا کر آپ میں سے کئی گمراہ بھی ہو سکتے ہیں ۔ یہ خیال کرکے کہ ہم بڑے صاحب کشف بن گئے رمضان میں لوگوں سے تذکرے شروع کر دیں کہ یوں مجھے ہلکا سا جھونکا آیا تو میں نے کشف میں یہ دیکھ لیا یہ ساری باتیں بتانے کا جتنا شوق ہو گا اتنا ہی آپ کا کشف جھوٹا ہوگا۔ لیکن سچے کشوف میں بعض دفعہ دوستوں اور عزیزوں کے متعلق خبر دی جاتی ہے اور وہ خبریں ایسی ہوتی ہیں جو سچی نکلتی ہیں۔ پس ان خبروں کا تذکرہ کرنا تقویٰ کے خلاف نہیں اور ان کشوف کو جھوٹا قرار نہیں دیتا۔

’’پس خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزے دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خداتعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جائے‘‘

پھر روزے اور نماز کی عبادتوں میں ایک فرق بیان ہے۔

فرمایا ہے۔

’’روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔ روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا زور روح پر ہے۔ نماز سے ایک سوز و گداز پیدا ہوتاہے اس واسطے وہ افضل ہے۔ روزے سے کشوف پیدا ہوتے ہیں مگر یہ کیفیت بعض دفعہ جوگیوں میں پیدا ہو سکتی ہے۔‘‘

یہ وہی بات ہے جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ کشوف تو ہوتے ہیں مگر کشوف میں ایک نفس کا دھوکہ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ جوگی بھی جو ریاضتیں کرتے ہیں وہ کشوف دیکھتے ہیں لیکن ان کشوف کا بنی نوع انسان کی بھلائی اور نیکی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ عجیب و غریب کشوف ہیں جن کے تفصیلی تذکرے کی یہاں ضرورت نہیں مگر جوگیوں نے کبھی دنیا میں پاکیزگی نہیں پھیلائی۔ کبھی دنیا میں کسی مذہب کے جوگیوں نے بنی نوع انسان کی روحانی حالت تبدیل نہیں کی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام متوجہ فرما رہے ہیں کہ روزے کے کشوف میں بعض دفعہ جوگیوں والی کیفیت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن روحانی گدازش جو دعاؤں سے پیدا ہوتی ہے اس میں شامل نہیں۔

روزے کا مقصد نماز

اب یہ دیکھیں کہ نماز کو روزے سے افضل قرار دیا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ روزہ سب سے افضل ہے۔ روزے کی جزاء اللہ ہے۔ اس میں غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ روزہ بمقابل نماز نہیں ہے بلکہ روزے کا مقصد نماز ہے اور نمازوں کی حالت کو درست کرنا ہے۔ پس اگر روزے میں نمازیں نہ سنوریں تو روزہ بے کار ہے۔ اگر روزے میں نمازیں سنور جائیں تو روزہ نماز کا معراج اور نمازیں روزے کا معراج بن جاتی ہیں۔ پس اس میں تفریق نہ کریں ورنہ مضمون بالکل بگڑ جائے گا۔ حقیقت میں روزے کے دوران جتنی نمازیں سنوریں گی اتنا ہی روزے کا آپ پھل پائیں گے اور اس حد تک سنور جانی چاہئیں کہ گویا آپ کو خدا نظر آگیا اور گویا اللہ آپ کو دیکھنے لگا۔ یہ صورتیں ہیں جو درحقیقت روزے کی افضلیت میں پیش نظر رہنی چاہئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ملفوظات جلددوم صفحہ 432 پر فرماتے ہیں۔

پانچ مجاہدات

’’خدا تعالیٰ نے دین اسلام میں پانچ مجاہدات مقرر فرمائے ہیں۔ نماز، روزہ، زکوۃ،صدقات، حج اور اسلامی دشمن کا رد اور دفع خواہ سیفی ہو خواہ قلمی ہو۔‘‘

یہ پانچ مجاہدات ہیں جو مسلمان پر فرض ہیں۔ پہلی نماز پھر زکوۃ، صدقات اس کے ذیل میں آتے ہیں چوتھا حج اور پانچواں جہاد خواہ وہ قلمی ہو۔

فرمایا ’’یہ پانچ مجاہدے قرآن شریف سے ثابت ہیں مسلمانوں کو چاہئے کہ ان میں کوشش کریں اور ان کی پابندی کریں۔ یہ روزے تو سال میں ایک ماہ کے ہیں۔ بعض اہل اللہ تو نوافل کے طور پر اکثر روزے رکھتے ہیں اور ان میں مجاہدہ کرتے ہیں ہاں دائمی روزے رکھنا منع ہیں۔ یعنی ایسا نہیں چاہئے کہ آدمی ہمیشہ روزے ہی رکھتا رہے بلکہ ایسا کرنا چاہئے کہ نفلی روزے کبھی رکھے اور کبھی چھوڑ دے۔‘‘

اب رمضان کے آنے پر کتنے دل خوش ہوتے ہیں اور کتنے دل غمگین ہوتے ہیں یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں ہر انسان جو اپنا جائزہ

لے گا اس کو محسوس ہوگا کہ رمضان کے آنے پر ویسی خوشی نہیں ہوتی شروع میں جیسی کہ رمضان کے آنے کا حق ہے بلکہ لوگ گھبراتے ہیں اور ڈرتے ہیں۔ پس اس عبارت کو سننے کے بعد یہ خیال نہ کریں کہ وہ منافقین ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بوجھ اٹھانے سے پہلے دل میں خوف ضرور پیدا ہوتا ہے اور انسان رمضان میں داخل ہونے سے پہلے ڈرتا ہے کہ میں اس کے تقاضے پورے کر سکوں گا یا نہیں کر سکوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے تقاضے آسان فرما دیتا ہے۔ اس لئے جب میں یہ عبارت پڑھو ں گا تو بعض لوگ ڈر کے یہ نہ سمجھیں کہ ان کی حالت منافقانہ ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ کیونکہ عام دستور ہے کہ ہمیشہ رمضان کی ذمہ داریوں کا خوف رمضان کی آمد کے وقت شروع ہو جاتا ہے اور انسان شروع میں کچھ گھبراتا ہے کہ دیکھوں مجھ پر کیا گزرے گی لیکن اللہ تعالیٰ سچے کے بندوں کے لئے رمضان کو آسان فرما دیتا ہے اور پھر بشاشت کے ساتھ انسان رمضان میں سے گزر جاتا ہے۔ اس تمہید کے بعد میں آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اقتباس پڑھتا ہوں۔

روزہ رکھنے کی تڑپ

”وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزے رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔“

جو شخص اس بات پر خوش ہے کہ رمضان آگیا اور میں اس کا منتظر تھا اگر بیماری اس کے راستے میں حائل ہو جائے وہ روزہ نہ رکھ سکے تو آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔

لیکن اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہل دنیا کو دھوکہ دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بات جو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں۔“

اب جو حقیقی بہانہ جو ہیں جن کا دل سچ مچ رمضان کی آمد سے خوش نہیں ہوتا ان میں اور سچے مومنوں میں جو دل سے رمضان کو برا نہیں جانتے اس کے فیوض سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ یہ نمایاں فرق ہے کہ سچے لوگ جب رمضان میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے وہ روزہ رکھیں اور بیماریوں کے بہانے ان کی راہ میں حائل نہ ہوں۔ اور جو بہانہ جو لوگ ہیں جو رمضان کی آمد سے خوش نہیں ہوتے ان کے نفس کے بہانے تیزی دکھانے لگتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ مجھے جب میں روزہ رکھوں تو چھینکیں شروع ہو جاتی ہیں۔ کوئی سمجھتا ہے کہ اس کے پیٹ میں خرابی ہو جاتی ہے، کسی کو سردرد ہو جاتی ہے کسی کو اور بیماریاں لاحق ہوتی رہتی ہیں۔ وہ رمضان کے سر جڑتا ہے اور کہتا ہے کہ اب میں خدا کا حکم مانوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو روزہ نہیں رکھ سکتا بیماریوں کی وجہ سے وہ نہ رکھے تو کون ہے مجھے حکیم دینے والا میں تو خدا کا حکم مانوں گا۔ لیکن جب ان کا باقی سال آپ دیکھیں گے تو اس میں بھی نہیں رکھتے۔ ایسے لوگ زندگی بھر محروم رہتے ہیں ورنہ کم سے کم باقی وقت تو رکھیں۔ جوواقعتاً سچے عذر کی وجہ سے رکتے ہیں اللہ کی خاطر رکتے ہیں وہ باقی سال میں ضرور رکھتے ہیں اور یہ لوگ اپنی عمر گنوا دیتے ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ان تحریرات کو غور سے پڑھیں تو ہمارے لئے بہت سے باریک مسائل کو آپ کھولتے چلے جاتے ہیں۔

”لیکن جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے اس کا کیا حال ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا تعالیٰ اسے ثواب سے بھی زیادہ دیتا ہے کیونکہ درد دل ایک قابل قدر شے ہے۔“

پس روزے سے محرومی کے نتیجے میں اگر درد دل ہو تو ایک بہت ہی اعلیٰ نشان ہے اس بات کا کہ رات تمہاری روزوں سے محرومی تمہیں ثواب سے محروم نہیں رکھے گی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ ایسے درد دل والے کو عام روزہ رکھنے والے کے ثواب سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ 19 جنوری1998ء)

(بحوالہ ماہنامہ خالد دسمبر 1998ء)

عطاء اللہ مجیب

آخری عشرہ اور آنحضورﷺ کی عبادات

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚ﴿۲﴾ وَمَآ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ؕ﴿۳﴾ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ؕ﴿۴﴾

ترجمہ: یقیناً ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا ہے۔اور تجھے کیا سمجھائے کہ قدر کی رات کیا ہے۔قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

آنحضرتؐ کے متعلق حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یجتھد فی العشر الاواخر،مالا یجتھد فی غیرہ (مسلم،کتاب الاعتکاف)

کہ رسول اللہﷺ آخری عشرہ میں اتنا مجاہدہ کیا کرتے تھے جتنا اور دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا۔

”آپؐ کی روایات جو رمضان کے علاوہ ہیں وہ ایسی روایات ہیں کہ ان کو دیکھ کر دل لرز اٹھتا ہے کہ ایک انسان اتنی عبادت بھی کرسکتا ہے۔ساری ساری رات بسا اوقات خدا کے حضور بلکتے ہوئے ایک سجدہ میں گزار دیتے تھے۔جس طرح کپڑا انسان اتار کر پھینک دیتا ہے اسی طرح آپؐ کا وجود گرے ہوئے کپڑے کی طرح پڑا ہوتا تھا اور عائشہ صدیقہؓ تلاش میں گھبرا کر باہر نکلتی ہیں اور رسول اللہؐ کو ایک ویرانے میں پڑا ہوا دیکھتی ہیں اور جوش گریاں سے جیسے ہانڈی ابل رہی ہو ایسی آواز آرہی ہوتی تھی۔...یہ عام دنوں کی بات ہے یہ رمضان کی بات نہیں ہے،عام دنوں میں یہ پایا ہے حضرت عائشہؓ نے۔آپؓ گواہی دیتی ہیں کہ محمدؐ رسول اللہ پر آخری عشرے میں ایسے وقت آتے تھے کہ ہم نے پہلے کبھی دوسرے دنوں میں نہیں دیکھے۔“

(خطبہ جمعہ 23جنوری1998ء)

حضرت عائشہؓ پھر آپؐ کا طریق مبارک بیان فرماتی ہیں۔

اذا دخل العش،احیا اللیل،وایقظ اھلہ،وجدّ وشدّ المئزر

(مسلم کتاب الاعتکاف)

جب(آخری)عشرہ آتا تو رسول اللہؐ اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کوبیدار کرتے اور خوب مجاہدہ فرماتے اور کمر کس لیتے تھے۔

آنحضورﷺ رمضان کے آخری عشرے میں مسجد میں خلوت نشینی فرمالیتے تھے اور اسی طرح دن رات کا بڑا حصہ عبادات،ذکر الٰہی،تلاوت قرآن کریم اور دعاؤں میں مصروف رہتے تھے اور آپؐ کا یہ طریق عمل آخر عمر تک جاری رہا۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریمؐ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی۔پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج اعتکاف کرتی تھیں۔ (صحیح بخاری کتاب الاعتکاف)

حضرت ابی بن کعبؓ سے ایک روایت ہے کہ آنحضورؐ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے،ایک سال آپؐ سفر میں تھے(اور اعتکاف رہ گیا)تواگلے سال آپؐ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام)

یہ وہ مبارک عشرہ ہے جس میں لیلۃ القدر بھی ہے اور آنحضورؐ اس کو پانے کے لئے خاص جدوجہد فرمایا کرتے تھے حضرت ابوسعید خدریؓ سے ایک روایت ہے۔وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ رمضان کے پہلے عشرہ میں اعتکاف بیٹھے اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ اعتکاف بیٹھے۔پھر جبرائیل آپ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: جس چیز کی آپ کو تلاش ہے وہ آگے ہے۔پھر نبی کریمؐ بیسویں رمضان کی صبح کو کھڑے ہوئے اور ہمیں مخاطب ہوکر فرمایا: جو شخص نبیؐ کے ساتھ اعتکاف بیٹھا تھا وہ پھر اعتکاف بیٹھے۔کیونکہ مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی ہے۔(آپؐ نے فرمایا)میں اسے بھول گیا ہوں۔وہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ مٹی اور پانی میں سجدہ کررہاہوں۔پھر آپؐ نے اکیسویں رات کو صبح تک عبادت کی۔(اس رات) بارش ہوئی اور مسجد ٹپک پڑی۔جب آپؐ فجر کی نماز سے فارغ ہوئے اور باہر نکلے تو آپؐ کی پیشانی اور ناک پر مٹی اور پانی لگا ہواتھا۔اور یہ آخری عشرہ کی اکیسویں رات تھی۔

(بخاری کتاب الاذان)

لیلۃ القدر کے متعلق سورۃ القدر کی آیات اپنے مفاہیم ومطالب میں بہت وسعت رکھتی ہیں۔جو نعمت جس قدر عظیم الشان ہو اسی قدر جدوجہد اس کے حصول کے لئے درکار ہوتی ہے۔آیات کریمہ میں لیلۃ القدر کو بعثت نبویؐ اور نزول قرآن کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے۔

اس مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:”یہ زمانہ لیلۃ القدر ہے۔یہ سارا زمانہ جس کی آنحضرتؐ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ اسلام پر ایسی صبح طلوع ہونے والی ہے جوپھر کبھی لمبے عرصے تک اندھیروں میں تبدیل نہیں ہوگی،...یہ زمانہ جو ہمارا زمانہ ہے یہ لیلۃ القدر کا زمانہ ہے۔پس آخری عشرے میں لیلۃ القدر کی تلاش کریں لیکن ان معنوں میں لیلۃ القدر کی تلاش کریں کہ وہ آپ کی زندگی سنواردے اور آپ اسلام کی اس لیلۃ القدر میں شامل ہوجائیں جو لیلۃ القدر ایک صبح کی خوشخبری لائی ہے اور یہ صبح اب کبھی ختم...نہیں ہونی چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ 23مارچ1998ء)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہؐ کو لیلۃ القدر کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے بعض کو وہ (آخری عشرہ)کی پہلی سات راتوں میں دکھائی گئی ہے اور تم میں سے بعض کو وہ آخری سات راتوں میں دکھائی گئی ہے پس تم آخری عشرے میں اسے تلاش کرو۔(صحیح مسلم کتاب الصیام)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”آخری عشرہ میں تو پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے،قبولیت دعا کے نظارے پہلے سے بڑھ کر ظاہر کرتا ہے بلکہ ان دنوں میں ایک ایسی رات بھی آتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کہا ہے اور یہ ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔اس ایک رات کی عبادت انسان کو باخدا انسان بنانے کے لئے کافی ہے۔تو اگر ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے خالص ہوکر ان...دنوں میں ہی خداتعالیٰ کے آگے جھکیں گے تو کیا بعید ہے کہ یہ ...راتیں بلکہ ان میں سے ایک رات ہی ہمارے اندر انقلابی تبدیلی لانے والی ہو،خدا کا صحیح عبد بنانے والی ہو اور ہماری دنیا وآخرت سنور جائے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہم اپنے مقصد پیدائش کو پہچاننے والے بن جائیں۔“

(خطبات مسرور جلد3صفحہ640)

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے لیلۃ القدر کے متعلق فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے اس میں قیام کیا اس کی گزشتہ گناہوں سے مغفرت کی گئی۔

(مختصر قیام اللیل و قیام رمضان للمروزی صفحہ252)

پس ہمیں چاہئے کہ ہم آنحضورؐ کے اسوہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ان دس دنوں میں عبادات کی طرف خاص توجہ کریں اور آپؐ کی نصیحت کے مطابق لیلۃ القدر کی تلاش کریں۔عین ممکن ہے کہ ہمیں استجابت دعا کی ہو گھڑی نصیب ہوجائے جو ہماری زندگی کی تمام تاریکیوں کو نور میں بدل دے۔

****

عبدالقدیر قمر

رمضان المبارک کی تین اجتماعی برکات

رمضان المبارک کامہینہ انگنت وبےشماربرکات کا مہینہ ہے یہ مبارک دن اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کے نزول کے دن ہیں۔پندرہ سوسال سے صلحائےامت ان کا مشاہدہ کرتے آئے ہیں اوراس کے فیض سے مستفیض ہوتے آئے ہیں۔ ان ایام میں شیاطین کوجکڑدیا جاتا ہے اور جنت کے دروازے اوررحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ روزوں سے دلوں کا زنگ اور کی کثافت دورکی جاتی ہے ۔ ان بابرکت ایام میں روزہ دارکوخاص روحانی کیفیات سے نوازا جاتا ہے ۔ ان کی دعائیں شرف قبولیت حا صل کرتی ہیں۔ان پر انوارکےدر وا ہوتے ہیں۔ قرآنی معارف سے نوازا جاتاہے ۔ رؤیا ، کشوف اور الہام کی نعمت سے بہرہ ور کیاجاتا ہے ۔

شریعت اسلامیہ نے روزہ دارکے لئے ضروری قراردیا ہے کہ وہ ہمہ وقت تلاوت قران کریم ، نوافل ، ذکرالٰہی ، صدقہ وخیرات اوردعاوں میں مشغول رہے ۔ اورہرقسم کی لغویات اوراعمال سیئہ سےاجتناب کرے۔

سیدناحضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ۔

روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جوتجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدرکم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اورکشفی قوتیں بڑھتی ہیں ۔ خداتعالی کامنشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اوردوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دارکویہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خداتعالی کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مقصد ہےکہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے، انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جائے۔

(ملفوظات جلد 5 ص 102)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’مومن بننا اتنا آسان کام نہیں۔ انہیں تقوی کی باریک راہوں کو اختیار کرنا ہوگا تو پھر مومن کہلا سکو گے ‘‘۔ تو یہ تقوی کی باریک راہیں ہیں کیا ؟ فرمایا ’’یہ راہیں تم تب اختیار حاصل کر سکتے ہو جو تمہاری اپنی مرضی کچھ نہ ہو۔ بلکہ اب تمہارا ہر کام، ہر عمل خدا کی رضا کی خاطر ہو۔ اگر خدا تعالی تمہیں روکتا ہے کہ گو کھانا تمہاری صحت کے لئے اچھا ہےحلال کھانا جائز ہے لیکن میری رضا کی خاطر تمہیں اب اس سے ایک مہینے میں کچھ وقت کے لئے کھانے سے ہاتھ روکنا پڑے گا۔ ہر قسم کی سستی کو ترک کرنا پڑے گا۔ یہ نہیں کہ میرے حکموں کو سستی کی وجہ سے ٹال دو۔ اگر تم رمضان کے مہینے میں لاپرواہی سے کام لو گے اور روزے کو کچھ اہمیت نہیں دو گے یا اگر روزے رکھ لو گے اس لئے کہ گھر ہیں سب رکھ رہے ہیں، شرم میں رکھ لو اور نمازوں میں سستی کرجاو، نوافل میں سستی کر جاو، قرآن کریم پڑھنے میں سستی کر جاو، قرآن کریم بھی رمضان میں کم از کم ایک دورمکمل کرنا چاہئے۔ تو یہ تمہارے روزے خدا کی خاطرنہیں ہوں گے اگر یہ سستی ہوتی رہی۔ یہ تو دنیا کو دکھاوے کے روزے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالی کو ضرورت نہیں ہے کہ لوگوں کو بھوکا پیاسا رکھے یا ایسے لوگوں کے بھوکا پیاسا رہنے سے اللہ کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے لوگ تو مومن ہی نہیں ہیں۔ اور روزے تو مومن پر اور تقویٰ اختیار کرنے والوں پر فرض کئے گئے ہیں۔ بعض لوگ صرف سستی کی وجہ سے روزے چھوڑ رہے ہوتے ہیں۔ نیند بہت پیاری ہے۔ کون اٹھے۔ روزے میں ذرا سی تھکاوٹ یا بھوک برداشت نہیں کر رہے ہوتے تو یہ سب باتیں ایسی ہیں جو ایمان سے دور لے جانیوالی ہیں۔ اسی لئے فرمایا ہے کہ ایمان مکمل طور پر تقوی اختیار کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور روزے رکھنے سے جس طرح کہ روزے رکھنے کا حق ہے۔ نوفل کے لئے اٹھو، نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرو، اس کو سمجھنے کی کوشش کرو، اسی سے تمہارے اندر تقوی پیدا ہوگا تو اتنا ہی زیادہ تمہارا ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا ۔

(خطبات مسرور جلد1 ص 417،418)

سوجب انسان محض خداکے لئے روزہ رکھتا ہے اوراس کے لئے تبتل اورانقطاع حاصل کرتا ہے اورتسبیح اورتہلیل میں مصروف رہتاہےتواس کی روح اوراسکے اخلاق پرایک نہایت عمدہ اثرپڑتا ہے جس کے نتیجہ میں اسےایک خاص روحانی ماحول اور فضا میسرآجاتی ہے ان سب امورکے علاوہ بعض اجتماعی برکات بھی جنہیں روزہدارحاصل کرتاہے۔

رمضان اورقرآن آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتاہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ اس سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے ۔ گویارمضان کے مہینہ میں کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے اس کے معانی پرغورکیاجاتاہے۔ اس کے معارف کے حصول کی کوشش کی جاتی ہے۔ حضرت جبریل ہر رمضان میں رسول اللہﷺ کے ساتھ قرآن مجید کا دورہ فرمایا کرتے تھے۔آپ نے قرآن مجید اجتماعی طورپر پڑھنے اور سننے کا ایک طریق یہ بھی اختیار فرمایاکہ آپ مسجد تشریف لائے لوگوں نے آپ کی اقتداء میں نوافل ادا کئے۔ دو تین دن تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ یہ منظربہت ہی دلفریب اور پرکیف تھا لوگ چاہتے تھے کہ یہ سلسلہ جاری رہے۔ رسول اللہﷺ چونکہ ایک شارع نبی تھے اس لئے آپ نےاس طریق کومسلسل جاری نہ رکھا۔ مبادہ یہ فرض ہی نہ ہوجائے۔ مگرتہجد میں خود بھی تلاوت فرماتے اور صحابہ کو بھی تلقین فرماتے۔ کچھ لوگ تہجد ادا کرتے اوربعض نمازعشاء کے بعد یہ نوافل ادا کرلیا کرتے تھے ۔ حضرت عمررضی اللہ عنہ کے دور میں یہ انتظام کیا گیا کہ نمازتراویح ب سے یں سارے قرآن مجید کادوررمضان المبارک میں مکمل ہوجایاکرے۔ اورتب سے آج تک یہی سلسلہ جاری ہے۔ اور یہ امت کی سہولت کے پیش نظرتھا۔اورکس قدر بابرکت اورشاندار روایت ہے کہ آج پندرہ سوسال گزرتے ہیں ہرملک میں ، ہردیارمیں ، ہرشہرمیں ، ہربستی میں قرآن کریم سنانے کا یہ سلسلہ جاری ہے ۔ اس سے لوگوں کوزیادہ سے زیادہ قرآن مجید حفظ کرنے کی طرف توجہ ہوتی ہے۔اورعشاق قرآن،قرآن کریم سننے کے لئے جوق درجوق مسجد میں حاضرہوتے ہیں۔

یوں تورمضان کا سارا مہینہ ہی روحانیت کے حصول کے لئے جدوجہداورمحنت شاقہ کامہینہ ہے۔ مگر اس کا آخری عشرہ تو خاص توجہ کاطالب ہوتا ہے۔ جس میں روحانی پھلوں کے حصول کے لئے مومن دن رات ایک کردیتا ہے۔ رسول اللہﷺ ان ایام میں خاص طورپرکمرہمت کس لیتے۔ صدقہ وخیرات کرتے ،گھر والوں کوبیدار کرتے۔ اورقرآن مجید کے ارشاد کے مطابق رمضان کے آخری دس دن مسجد میں اعتکاف فرماتے۔ عاشقان الٰہی بھی نہایت ذوق و شوق سےان دنوں خلوت نشین ہوتے۔اپنے رب سے نازکرتے۔ آستانہ الوہیت پرناصیہ فرسا ہوتے۔ اوراسلام کے غلبہ ، امت کی اصلاح اورداعیان الی اللہ کی کامیابی وکامرانی کے لئے خدا کے حضوردست بہ دعا ہوتے۔ امام وقت کی صحت وسلامتی کے لئے دعائیں کرتے۔ گویا تمام اعتکاف کرنے والے اجتماعی طور پرغلبۂ اسلام کے لئے گریہ وزاری کرتے ۔ اور خدا کی محبت ورحمت سے جھولیاں بھرلیتے۔

قرآن مجید میں لیلۃ القدرکی خاص اہمیت بیان فرمائی گئی ہے۔ جوہزارراتوں سے بہترہے۔ اس میں ساری رات نزول ملائکہ ہوتاہے۔ دعاکرنے والےخاص لذت پاتے ہیں۔ دل نور سے بھر جاتا ہے۔ انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اور نہایت مستحکم اور پائیدارتعلق ذات باری تعالیٰ سے پیداہوجاتا ہے۔ اب وہ زمینی نہیں بلکہ آسمانی بن جاتا ہے لیلہ القدر اللہ تعا لی کا مومنوں پر وہ انعام ہے جو محض امت محمدیہ کے لئے مخصوص ہے۔ کوئی دوسری امت اس انعام میں اس کی شریک نہیں ہے۔ اسی لئے ہمارے پیارے آقاحضرت محمدﷺ فرمایا کرتے تھے ۔

تحروا لیلة القدرفی العشرالآواخرمن رمضان

(مسلم کتاب الصوم)

کہ رمضان کے آخری عشرہ میں لیلہ القدرکی تلاش میں پوری طرح سرگرداں رہو۔جدوجہد اورکوشش کرو۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ۔میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ اگر میں لیلہ القدر پاؤں توکیا دعا کروں۔ آپﷺ نے فرمایا ۔ تم یہ کہا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّکَرِیمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی

اے اللہ ۔تو معززہے معاف کرنے والا ہے ۔ معاف کرنے کو پسند کرتا ہے ۔پس مجھے بھی فرمادے۔

اللہ کرے کہ ہم سب رمضان کی تمام برکتوں سے بھرپورفائدہ اٹھانے والے ہوں اور لیلۃ القدر کی برکت ہمارے تمام اگلے پچھلے چھوٹے بڑے گناہ معاف ہو جائیں اوراس کی برکت سے ہم خداتعالی کے نیک اورپاک اور مطہر بندے بن جائیں ۔

سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں ۔

لیلۃ القدرکی تلاش میں آخری راتوں میں سعی کرنے والے ہیں ان لوگوں سے میں یہ کہتا ہوں کہ۔۔۔ جس رات آپ نے اپنے گناہوں سے ہمیشہ کےلئےسچی توبہ کرلی اور ایسی توبہ کہ پھرآپ لوٹ کر ان گناہوں میں واپس نہیں جائیں گے۔ تو یقین جانیں کہ وہی آپ کے لئے لیلۃ القدر ہے۔جو گویا ہزارمہینوں سے بہتر رات تھی۔ وہ آپ کو مل گئی اس کے بعد آپ کے لئے کوئی خوف نہیں۔پھر تو اولیاء اللہ میں آپ کے داخل ہونے کے دن آنے والے ہیں۔اس لئے ایسی رات کی تلاش کریں جوگناہوں سے توبہ کی رات بن جائے۔اورایسی توبہ کی رات بنے کہ اس کے بعد آپ مڑکر ان گناہوں کی طرف نہ دیکھیں۔ پھرآپ کی جتنی بھی راتیں آئیں گی وہ آپ کے لئے بمنزلہ لیلۃ القدر ہوں گی۔ اور خدا کی رحمتیں اوربرکتیں ہمیشہ آپ پرنازل ہوتی رہیں گی۔

(روزنامہ الفضل 4 نومبر 2003ء)

****

حضرت مرزا بشیر احمدؓ

تبرکات

رمضان کا مہینہ نفس کو پاک کرنے کیلئے خاص اثر رکھتا ہے

جماعت کے احباب اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں

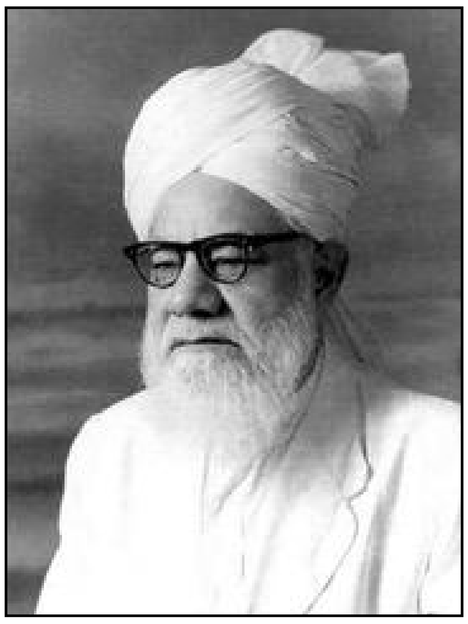

یہ مہینہ جیسا کہ احباب کو معلوم ہے ایک خاص مبارک مہینہ ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس مہینہ میں اپنے بندوں کے بہت زیادہ قریب ہوجاتا ہوں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس مہینے میں خصوصیت سے عبادت اور ذکرالٰہی پر زور دیا جاتا ہے کیونکہ علاوہ روزوں کے جو خود اپنے اندر ایک نہایت درجہ مبارک عبادت کا رنگ رکھتے ہیں۔ رمضان کے مہینہ میں نوافل اور قرآن خوانی اور دعاؤں اور دیگر رنگ میں ذکرالٰہی پر خاص زور دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس مہینے کو اللہ تعالیٰ کی نظرمیں بہت بڑی برکت اور فضیلت حاصل ہے۔

پس سب سے پہلے تو میں احباب سے یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس مہینے کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس حقیقت کو سمجھ کر ان مبارک ایام کو اس رنگ میں گزاریں جس رنگ میں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا منشاء ہے کہ انہیں گزارا جائے یعنی اول سوائے اس کے کہ کسی شخص کو کوئی شرعی عذر ہو سارے مہینے کے روزے پورے کئے جائیں اور روزہ رکھنے میں روزے کی اس مبارک حقیقت کو مدنظر رکھاجائے جو اسلام نے بیان کی ہے تاکہ روزہ صرف بھوکے اور پیاسے رہنے تک محدود نہ ہو بلکہ ایک زندہ روحانی حقیقت اختیار کرلے۔

دوسرے یہ کہ رمضان کے مہینے میں تراویح کی نماز کو بالالتزام ادا کیا جائے۔ جس کے لئے بہتر وقت تو سحری کا ہے مگر بطریق تنزل نمازِ عشاء کے بعد بھی وہ ادا کی جاسکتی ہے۔

تیسرے یہ کہ اس مہینے میں تلاوتِ قرآن مجید پر خاص زور دیا جائے اور اس بات کی خاص کوشش کی جائے کہ کم از کم ایک دَور گھر پر مکمل ہوجائے۔

چوتھے یہ کہ رمضان کے مہینے میں دُعاؤں پر خاص طور پر زور دیا جائے۔ دعا علاوہ ایک اعلیٰ درجہ کی عبادت ہونے کے حصول مطالب کے لئے بھی ایک بہترین ذریعہ ہے۔ دُعاؤں میں سب سے مقدم اسلام اور احمدیت کی ترقی کے سوال کو رکھنا چاہئے۔ اس کے بعد ذاتی دعائیں بھی کی جائیں۔

پنجم یہ کہ اس مہینے میں خاص طور پر صدقہ وخیرات پر زور دینا چاہئے کیونکہ صدقہ وخیرات کو ردِّ بلا اور حصولِ ترقیات میں بہت بڑا دخل حاصل ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ اگر ہمارے دوست رمضان کے مبارک مہینے میں مندرجہ بالا پانچ باتوں کا خیال رکھیں اور رسم کے طور پر نہیں بلکہ دل کے اخلاص اور خشوع کے ساتھ ان باتوں کو اختیار کریں تو وہ انشاء اللہ تعالیٰ عظیم الشان روحانی فوائد سے متمتع ہوسکتے ہیں۔

اس کے علاوہ میں اس سال پھر وہ تحریک کرنا چاہتا ہوں جو میں بعض گزشتہ سالوں میں کرتا رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہمارے دوست اس رمضان کے مہینے میں اپنی کسی ایک کمزوری کو مدنظر رکھ کر اسے دُور کرنے کی اور اس سے مجتنب رہنے کا خدا کے ساتھ پختہ عہد باندھیں تاکہ جب رمضان ختم ہو تو وہ کم ازکم اپنے ایک نقص سے کلّی طور پر پاک ہوچکے ہوں۔

یہ تحریک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃوالسلام نے فرمائی تھی اور خدا کے فضل سے تطہیر نفس کے لئے بہت مفید اور بابرکت ہے۔

چونکہ بعض دوست اپنے نفس کے محاسبہ کی عادت نہیں رکھتے اور اپنے اندر کمزوریاں رکھتے ہوئے بھی ان کی توجہ اس بات کی طرف مبذول نہیں ہوتی کہ ہمارے اندر کیا کیا کمزوریاں ہیں جنہیں ہمیں دور کرنا چاہئے اس لئے ایسے دوستوں کی رہنمائی کے لئے ایک مختصر فہرست ذیل میں ان کمزوریوں کی درج کی جاتی ہے جوآج کل عام طور پر لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ اپنے نفسوں کا محاسبہ کرکے ان کمزوریوں میں سے جو کمزوریاں ان میں پائی جاتی ہوں ان میں سے کسی ایک کو چن کر اس کے متعلق اپنے دل میں خداتعالیٰ کے ساتھ پختہ عہد باندھیں کہ وہ اس کے فضل اورتوفیق کے ساتھ آئندہ اس کمزوری سے کلّی طور پر مجتنب رہیں گے۔

کمزوریوں کی فہرست درج ذیل ہے۔

1۔ فرض نماز میں سُستی ۔
2۔ نماز باجماعت میں سُستی۔
3۔ امام الصلوٰۃ سے کسی بات پر لڑ کر اس کے پیچھے نماز ترک کر دینا۔
4۔ نماز کے لئے طہارت وغیرہ کے معاملہ میں بے احتیاطی کرنا۔
5۔ سنت نماز کی ادائیگی میں سستی۔
6۔ تہجد کی نماز میں سستی۔
7۔ روزہ رکھنے میں سستی یعنی بغیر واجبی عذر کے یونہی کسی بہانے پر روزہ ترک کردینا۔
8۔ جو روزے کسی عذر پر چھوڑے جائیں بعد میں ان کو پورا کرنے یا فدیہ دینے میں سستی۔
9۔ صاحبِ نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا کرنے میں سستی۔
10۔اس بات کی تحقیق اور جستجو کرنے میں سُستی کہ آیا میں صاحبِ نصاب ہوں یا نہیں۔
11۔جماعت کے مقررہ چندوں کو شرح کے مطابق ادا کرنے میں سستی۔
12۔جماعت کے چندوں کو باقاعدہ بروقت ادا کرنے میں سستی۔
13۔وصیت کی طاقت رکھنے کے باوجود وصیت کرنے میں سستی۔
14۔یہ جانتے ہوئے کہ میرے مرنے کے بعد وصیت کی ادائیگی میں تنازع پیدا ہوسکتا ہے اپنی زندگی میں وصیت ادا کردینے یا اِس کی ادائیگی کا پختہ انتظام کردینے میں سستی۔
15۔باوجود اس بات کی طاقت رکھنے کے وصیت کا اعلیٰ درجہ اختیار کرنے میں سستی۔
16۔تبلیغ کا فرض ادا کرنے میں سستی۔
17۔اپنے اہل وعیال اور ہمسایوں اور دوستوں کی تربیت کی طرف خاطر خواہ توجہ دینے میں سستی۔
18۔اپنے گھر میں درسِ قرآن کریم یا درسِ کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃوالسلام کے جاری کرنے یا جاری رکھنے میں سستی۔
19۔اپنے بچوں کو نماز کی عادت ڈالنے اور اپنے ساتھ مسجد میں لانے میں سستی۔
20۔مقامی جماعت کے کاموں میں خاطر خواہ حصہ اور دلچسپی لینے میں سستی۔
21۔مقامی امیریا پریذیڈنٹ کی خاطر خواہ اطاعت کرنے میں بے پروائی اور بے احتیاطی۔
22۔باوجود طاقت رکھنے کے مرکز میں بار بار آنے اور خلافت اور مرکز کے فیوض سے مستفیض ہونے میں سستی۔
23۔باوجود طاقت رکھنے کے ’’الفضل‘‘ اور دیگر مرکزی اخبارات ورسائل منگوانے میں سستی۔
24۔فتنہ پردازوں اور منافق طبع لوگوں سے فتنہ اور نفاق کی باتیں سننے کے باوجود ان کے متعلق رپورٹ کرنے کے معاملہ میں سستی اور بے پروائی یا لحاظ داری۔
25۔رشتہ داری یا دوستی وغیرہ کی وجہ سے سچی شہادت دینے میں تامل کرنا۔ جھوٹ بولنا۔
26۔دوسروں پر جھوٹے افتراء باندھنا ۔
27۔بیکاری یعنے باوجود اس کے کہ کام کی ہمت اور اہلیت ہو اس خیال سے کہ فلاں کام ہماری شان کے خلاف ہے یا اس میں معاوضہ کم ملتا ہے اپنے مفید اوقات کو بیکاری میں ضائع کردینا۔
28۔باوجود فارغ وقت رکھنے کے اور اپنی خدمات کو آنریری طور پر سلسلہ کے لئے پیش کردینے کے قابل ہونے کے بیکاری میں وقت گزارنا۔
29۔بدنظری ۔
30۔انسانی قوت کا غلط استعمال۔
31۔اسلامی پردے کی حدود کو توڑنا۔
32۔بدمعاملگی یعنی کسی سے روپیہ لے کر یا کوئی چیز لے کر روپیہ یا چیز کی قیمت وقت پر ادا نہ کرنا اور کمزور اور جھوٹے عذروں پر ادائیگی کو ٹالتے جانا۔
33۔بدزبانی یعنی غصہ میں آکر خلاف تہذیب اور خلاف اخلاق الفاظ استعمال کرنا۔
34۔حقہ نوشی یا سگریٹ نوشی۔
35۔تمباکو کے دیگر ضرررساں استعمالات یعنی ان میں تمباکو کھانا یا نسوار استعمال کرنا وغیرہ۔
36۔موجودہ تہذیب سے متاثر ہوکر اسلامی شعار کے خلاف ڈاڑھی منڈانا۔
37۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف احمدی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی لڑکے سے کرنا۔
38۔مرکز کی اجازت کے بغیر غیر احمدی لڑکی کا رشتہ لینا۔
39۔سلسلہ کی تعلیم کے خلاف غیراحمدی کا جنازہ پڑھنا۔
40۔باوجود حج کی طاقت رکھنے اور دیگر شرائط کے پورا ہونے کے حج میں سستی کرنا۔
41۔ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری میں سستی کرنا۔
42۔بیوی کے ساتھ بدسلوکی اور سختی سے پیش آنا یا عورت کی صورت میں خاوند کے ساتھ بدسلوکی اور تمرد سے پیش آنااور خاوند کی خدمت میں سستی کرنا۔
43۔رشوت لینا۔
44۔فرائض منصبی کے ادا کرنے میں بددیانتی یا سستی کرنا۔
45۔شراب پینا یا دیگر منشّی اشیاء کا استعمال کرنا۔
46۔سود لینا یا دینا اس زمانہ میں سود کے معاملہ میں بہت غلط فہمیاں

پیدا کی جارہی ہیں۔ اور جھوٹے بہانوں کی آڑ میں ایسے لین دین کو جائز قرار دیا جارہا ہے جو حقیقتاً سود کا رنگ رکھتا ہے۔

47۔یتامیٰ کے مال میں خیانت یا بے جا تصرف کرنا۔

48۔یتیموں کی پرورش میں سستی یا بے احتیاطی کرنا۔

49۔نوکروں کے ساتھ نا واجب سختی اور ظلم سے پیش آنا۔

50۔مقدمہ بازی کی عادت یعنی بات بات پر مقدمہ کھڑا کردینے کی عادت یا دیگر بہترذرائع سے فیصلہ کا رستہ کھلا ہونے کے باوجود مقدمہ کا طریق اختیار کرنا۔

51۔سستی اور کاہلی یعنی اپنے وقت کی قیمت کو نہ پہچانتے ہوئے اپنے کام میں سستی اور کاہلی کا طریق اختیار کرنا۔

52۔فضول خرچی یعنی اپنی آمد سے اپنے خرچ کو بڑھالینا۔

53۔فضول اور ضرررساں کھیلوں میں وقت گزارنا یعنی شطرنج تاش وغیرہ۔

54۔کھانے پینے میں اسراف۔

56۔اولاد کی ناواجب محبت۔

57۔بدظنی کی عادت یعنی دوسرے کے ہرفعل کی تہہ میں کسی خاص خراب نیت کی جستجو رکھنا۔

58۔عزیزوں اور دوستوں کی موت پر ناجائز جزع فزع کرنا۔

59۔شادیوں کے موقع پر اپنی طاقت سے بڑھ کر خرچ کرنا۔

60۔قرضہ لینے میں ناواجب دلیری سے کام لینا اور چھوٹی چھوٹی ضرورت پر بلکہ غیرحقیقی ضرورت پر قرضہ لے لینا وغیرہ وغیرہ۔

یہ چند کمزوریاں جو بغیر کسی خاص ترتیب کے اوپر درج کی گئی ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک یا ایک سے زائد کمزوری مدنظر رکھ کر ان کے متعلق اس رمضان کے مہینہ میں اپنے دل میں عہد کیا جائے کہ آئندہ خواہ کچھ ہو ہر حال میں ان سے کلّی اجتناب کیا جائے گا۔ اور پھر اس عہد پر دوست ایسی پختگی اور ایسے عزم کے ساتھ قائم ہوں کہ خدا کے فضل سے دنیا کی کوئی طاقت انہیں اس عزم سے ہلا نہ سکے۔

جو دوست اس تحریک میں حصہ لیں انہیں چاہئے کہ دفترہٰذا کو اپنے ارادے سے بذریعہ خط اطلاع کردیں اس اطلاع میں اس کمزوری کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں جس کے متعلق عہد باندھا گیا ہو۔ بلکہ صرف اس قدر ذکرکافی ہے کہ میں نے ایک یا ایک سے زائد کمزوریوں کے خلاف دل میں عہد کیا ہے۔ نظارت ہٰذا اس کا وعدہ کرتی ہے کہ انشاء اللہ ایسے دوستوں کی ایک مکمل فہرست ہر روز مرتب کرکے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کی تحریک کے ساتھ پیش کردیا کرے گی۔وباللہ التوفیق

(مطبوعہ الفضل 5 نومبر1937ء)

یہ مہینہ نہایت درجہ مبارک ہے۔ اور اس کے اوصاف میں بہت سی قرآنی آیات اور احادیث وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ رمضان کے ذکر میں فرماتا ہے۔

”وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

یعنی رمضان کے مہینہ میں میں اپنے بندوں سے قریب ہوجاتا ہوں اور ان کی دعاؤں کو خاص طور پر سنتا ہوں۔“

پس احباب کو چاہئے کہ اس مبارک مہینہ کی برکات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ سوائے کسی شرعی عذر مثلاً سفر اور بیماری وغیرہ کے روزہ ہرگز ترک نہ کیا جائے۔ اور روزے کے ایام کو خاص طور پر تلاوت قرآن کریم اور ذکر الٰہی اور نوافل میں گزارہ جائے۔ اور ہرقسم کے مناہی اور لغویات سے کلّی طور پر پرہیز کیا جائے۔ نیز رمضان کے مہینہ میں خاص طور پر نماز تہجد کا اہتمام کیا جائے اور اپنی اپنی جگہ پر نماز تراویح کا انتظام کرکے قرآن شریف ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔

علاوہ ازیں حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مہینہ میں خاص طور پر صدقہ وخیرات پر زور دیتے تھے۔ اس لئے احباب کو بھی اس سنت کے ماتحت رمضان میں حتی الوسع صدقہ وخیرات کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ غرض اس ماہ میں دینی مشاغل اور اعمال صالحہ کی طرف خاص توجہ ہونی چاہئے۔ اور خصوصیت کے ساتھ دعاؤں پر بہت زور دیا جائے اور اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی ترقی اور جماعت کی اصلاح اور بہبودی کے لئے دعائیں کی جائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃوالسلام پر درود بھیجنے کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے لئے بھی دعائیں کی جائیں۔

اس کے علاوہ ایک اور بات جس کی طرف بعض گزشتہ رمضانوں میں بھی توجہ دلائی جاتی رہی ہے یہ ہے کہ ہراحمدی بھائی کوچاہئے کہ اس رمضان میں اپنی کمزوریوں میں سے کسی ایک کمزوری کے دور کرنے کا عہد باندھیں اور پھر پورے عزم اور استقلال کے ساتھ اس عہد کو نبھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃوالسلام فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو چاہئے کہ ہررمضان میں اپنی کسی ایک کمزوری کے متعلق یہ عہد کرلیا کرے کہ آئندہ میں اس سے بچوں گا اور پھر اپنی پوری کوشش کے ساتھ خداسے دعا کرتے ہوئے اس سے ہمیشہ کے لئے مجتنب ہوجائے۔ اس کے متعلق کسی سے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف اپنے نفس کے ساتھ خدا کو گواہ رکھ کر عہد باندھا جائے۔ البتہ اگر ایسے احباب جو اس رمضان میں اس نسخہ کو استعمال فرمائیں۔ بذریعہ خط مجھے بھی اطلاع بھجوادیں تو میں انشاء اللہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ان کے اسماء پیش کرکے ان کے لئے خاص دعا کی تحریک کروں گا مگر اس اطلاع میں بھی سوائے کسی بدیہی بات کے اپنی کمزوری کا ذکر نہ کیا جائے کیونکہ ایسا اظہار ناجائز ہے بلکہ صرف اس بات کی اطلاع بھجوائی جائے کہ ہم نے اس تحریک کے ماتحت اس رمضان میں اپنی ایک کمزوری کے متعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد باندھا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ احباب میری اس تحریک کی طرف خاص توجہ فرماکر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

(مطبوعہ الفضل 24 دسمبر 1933ء)

آج کی دعا

رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ۔ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ (المومنون:99،98)

ترجمہ:” اے میرے رب! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور (اس بات سے) میں تیری پناہ مانگتا ہوں اے میرے رب! کہ وہ میرے قریب آئیں۔“

قرآن مجید کی یہ پیارے رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدابیر شیطان سے پناہ کی دعا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوتے وقت پڑھنے کے لئے کچھ دعائیں سکھاتے تھے ان میں یہ دعا بھی شامل تھی ۔

(قدسیہ محمود سردار)

معتکفین کے نام

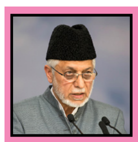

خوشا نصیب کہ تم اِس جہاں میں آ بیٹھے
ملیک کل کے مکاں و مکاں میں بیٹھے

پڑے گی کیسے نہ تم پر نگاہِ بندہ نواز
کہ اُس کے گھر میں ہی تم آشیاں بنا بیٹھے

ہوئے ہو اُس کی محبت میں اتنے سرگرداں
کہ حُبِ دنیا کی تم ہر ادا بھلا بیٹھے

تمام دنیا کو تم رکھ کر آج ایک طرف
درِ کریم پہ کس عاجزی سے آبیٹھے

کنارہ کر لیا دنیا کی شان و شوکت سے
زمینِ بیت پہ یوں بوریا بچھا بیٹھے

ادائے حسنِ طلب عشق کی کوئی دیکھے
کہ دھونی تم درِ مولیٰ پہ ہو رما بیٹھے

جہاں سے لوٹا نہ کوئی بھی خالی ہاتھ
تم اُس کریم کی دہلیز پہ ہی جا بیٹھے

نصیب جاگیں گے لاریب آج اُن سب کے
دنوں کے ساتھ جو راتوں کو بھی جگا بیٹھے

مری دعا ہے کہ مقبول ہو خدا کے حضور
ہر ایک اشک جو پلکوں پہ تم سجا بیٹھے

چلیں جو تیر تمہاری کڑی کمانوں سے
ہر ایک تیز نشانہ پہ بے خطا بیٹھے

کچھ اس طرح سے عطائے مجیب حاصل ہو
مقامِ ”کُن“ پہ ہی جا کر ہر اک دعا بیٹھے

عطاء المجیب راشد۔لندن

نصیر احمد قمر

وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ

ہمیں چاہیے کہ قرآن کو اپنا مقصودِ حیات بنا لیں اور اس کی بتلائی ہوئی ہدایات پر عمل کریں

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتاہے۔

وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ (القمر:18)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے قرآن کو ذکر کے لئے آسان بنایا ہے۔ ذکر کے ایک معنی نصیحت کے ہیں۔ان معنوں کی رو سے اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن مجید نصیحت کرنے کے لیے آسان ترین کتاب ہے کیونکہ اس میں وعدہ و وعید اور اورانذاروتبشیر کا بیان ہےاور یہ چیزیں انسان کو برائیوں سے چھڑانے اور تقویٰ کی طرف بلانے کا مؤثر ذریعہ ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا۔

وَکَذٰلِکَ اَنۡزَلۡنٰہُ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا وَّصَرَّفۡنَا فِیۡہِ مِنَ الۡوَعِیۡدِ لَعَلَّہُمۡ یَتَّقُوۡنَ اَوۡ یُحۡدِثُ لَہُمۡ ذِکۡرًا (طٰہٰ: 114)

ترجمہ: اسی طرح ہم نے اس (کتاب)کو عربی زبان کے قرآن کی صورت میں اتارا ہے اوراس میں ہرقسم کے انذار کو کھول کھول کر بیان کیا ہے تاکہ وہ تقویٰ اختیارکریں۔یا (یہ قرآن)اُن کے لئے (خداکی)یاد کا سامان(نئے سرے سے)پیداکرے۔

الغرض ’’ذکر‘‘یعنی نصیحت ہونے کے لحاظ سے قرآن مجید انتہائی آسان ،عمدہ اوربہترین کتاب ہے کیونکہ اس میں وعظ ونصیحت کے تمام طریقے اختیارکئے گئے ہیں۔پیارسے،محبت سے،شفقت و ہمدردی سے،جنّات کی بشارت دے کر،زجر وتوبیخ سے،انذاری پیشگوئیوں سے،دوزخ کا عذاب یاددلاکر،اچھے اوربُرے لوگوں کی مثالیں بیان کرکے۔۔۔غرضیکہ ہر طور اورطریقے سے نصائح بیان کی گئی ہیں اورنیکی وبھلائی کو اختیارکرنے،صراطِ مستقیم پر چلنے اوربدی اوربرائی سے بچنے کی ترغیب دی گئی ہے۔فرمایا۔

اِنَّ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ یَہۡدِیۡ لِلَّتِیۡ ہِیَ اَقۡوَمُ وَیُبَشِّرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ اَجۡرًا کَبِیۡرًا وَّاَنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ اَعۡتَدۡنَا لَہُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا (بنی اسرائیل:10-11)

ترجمہ:یہ قرآن یقیناًاس (راہ کی)طرف رہنمائی کرتاہے جو سب سے زیادہ درست ہے اورمومنوں کو جو مناسبِ حال کام کرتے ہیں بشارت دیتاہے کہ ان کے لئے بہت بڑااجر (مقدر)ہے اور(قرآن) یہ(بھی کہتاہے)کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

نیک اقوال،نیک اعمال وافعال اورنیک راہوں کی تفصیلات اس میں بیان ہیں۔اسی طرح بری باتوں ،برے کاموں اوربُری راہوں کو بھی کھول کر بیان کردیا گیاہے۔اس میں ان لوگوں کا بھی ذکر ہے جن پر انعاماتِ الٰہیہ نازل ہوئے اوراس کی رحمتوں اوربرکتوں کی بارش ان پر برسی اوران لوگوں کا بھی تذکرہ ہے جن پر اس کا غضب بھڑکا اوروہ اس کے قہر اورعذاب کا مورد بنے۔

غرضیکہ یہ کتاب کیا ہے؟یہ تمام اوصاف،تمام کمالات اورتمام خوبیوں کی جامع ہے۔بنی نوع انسان کے لئے ایک کامل اورمکمل نصیحت نامہ ہے تاکہ وہ اس پر عمل کریں اورنجات پائیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰہُ اِلَیۡکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوۡۤا اٰیٰتِہٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ (ص:30)

ترجمہ: یہ (قرآن)ایک کتاب ہے جسے ہم نے تیری طرف نازل کیا ہے۔سب خوبیوں کی جامع ہے تاکہ وہ اس (یعنی اللہ تعالیٰ)کی باتوں پر غورکریں اورتاکہ عقلمند لوگ نصیحت حاصل کریں۔

اب اگرکوئی چاہے تو ان آیات سے،ان حالات و واقعات سے، ان حکمتوں سے ،ان نصیحتوں اورعبرتوں سے سبق حاصل کرے اورنیکوکاروں کی راہ اختیارکرتے ہوئے منعم علیہ گروہ میں شامل ہوجائے اورچاہے تو ان اعلیٰ درجہ کی صداقتوں اوران حقائق وعبر سے منہ موڑنے اوراعراض کرنے کے نتیجہ میں مغضوب علیہم کے ساتھ جا ملے۔

پھر قرآن مجیداس لحاظ سے بھی آسان ہے کہ یہ کتاب ’’ام الالسنۃ‘‘ عربی زبان میں ہےجو نہایت درجہ فصیح وبلیغ اوراپنے مطالب کو واضح طورپر اورکھول کر بیان کرنے والی ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ کتاب بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیۡنٍ ہے۔ یعنی اپنے مطالب کو کھول کر بیان کرنے والی زبان میں ہے۔اورقرآن مجید کی یہ بھی امتیازی شان ہے کہ وہ ہر بات کو دلائل کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

پھر یہ کتاب تلاوت وقرأت اورکتابت کے لحاظ سے بھی آسان ہے۔اگرکسی اور زبان میں قرآن نازل ہوتا تو بہت مشکل پیش آتی۔مثلاً سنسکرت زبان میں‌اگر قرآن نازل ہوتا تو سوائے ہندوستان کے ان گنتی کے چندلوگوں کے جنہیں یہ زبان آتی ہو باقی اسے نہ سمجھ سکتے۔ مگر خدائے رحمان نے قرآن مجید کو ایسی زبان میں اتارا جو ’’ام الالسنۃ‘‘ ہے اور تمام زبانیں اس سے نکلی ہیں۔اس وجہ سے ان زبانوں کو اس کے ساتھ ایک تعلق اورربط ہے اوراس کے ساتھ گہرا اشتراک رکھتی ہیں۔اس لحاظ سے قرآن مجید دنیا بھر کے انسانوں کے لئے آسان ترین کتاب ہے اورہر زمانہ میں دنیا کا ہر شخص باآسانی اسے سیکھ سکتاہے اوراس کے معانی اورمطالب تک رسائی حاصل کرسکتاہے۔

ہر قرآن مجید اس لحاظ سے بھی آسان ہے کہ عربی زبان وسیع المعانی اوروسیع المفہوم ہے اس سے ہر شخص اس کی آیات میں تدبر کرکے اپنی اپنی عقل اورفراست اوراپنے اپنے فہم کے مطابق اس سے فائدہ اٹھاسکتاہے۔

پھر ’’ذِکۡرٌ‘‘یعنی حفظ اوریاد کرنے کے لحاظ سے بھی قرآن کریم آسان ترین کتاب ہے۔دنیا بھر میں قرآن کریم ہی وہ واحد کتاب ہے جس کے حُفاظ سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں ہر دوراورہرزمانہ میں پائے جاتے رہے ہیں۔اورآج بھی خداکے فضل سے بکثرت ایسے لوگ موجودہیں جنہیں اول سے آخر تک حرف بحرف کلامِ پاک زبانی یاد ہے۔اس کے علاوہ دنیا کی کوئی اورالہامی کتاب یا غیر الہامی کتا ب ایسی نہیں ۔

غیروں کو بھی اس کا اعتراف ہے۔چنانچہ Mr. MARMADUKE نے The Meanings of the Glorious Koran میں سورۃ القمر کی اسی آیت کے تحت نوٹ میں لکھاہے۔

“It is a fact that The Koran is marvelously easy for believers to commit to memory. Thousands of people in the east know the whole Book by heart. The translator, who finds great difficulty in remembering well known English quotations accurately, can remember page after page of The Koran in Arabic with perfect accuracy.”

ترجمہ: ’’یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کتاب کا حفظ کرنا،اہل ایمان کے لئے حیرت انگیز حدتک آسان ہے۔مشرق کے ہزاروں لوگوں کویہ کتاب ازبرہے۔مترجم جو کہ انگریزی کے مشہور اقوال کو ازبر کرنے میں بے حد دقت محسوس کرتاہے(وہ)قرآن مجید کے صفحات کے صفحات (جوکہ)عربی زبان میں (ہے)نہایت آسانی سے ٹھیک ٹھاک ازبرکرتاچلاجاتاہے۔‘‘

پھر قرآن کریم اس لحاظ سے بھی ’’الذِّکۡرُ‘‘ ہے کہ اس میں تمام ابدی صداقتوں اوراعلیٰ درجہ کی حکمتوں کا تذکرہ ہے۔ ’’فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ‘‘ارشاد خداوندی ہے۔

تمام وہ اصول وقواعد اورتمام وہ اموروجو انسان کی ذہنی،جسمانی، اخلاقی یا روحانی ترقیات اورقوائے انسانی کی کامل نشوونما کے لئے ضروری ہیں سب کے سب اس میں بیان ہیں۔پھر وہ اصول وقواعد ایسے آسان ہیں کہ دنیا کے ہرخطے میں بسنے والا ہر شخص ان پر عمل کرسکتاہے کیونکہ قرآن مجید تمام دنیا کے لئے ہے۔

اس کی تعلیمات واحکامات عملی طورپر بھی آسان ہیں۔کوئی ایسا حکم نہیں جس پر انسان عمل نہ کرسکتاہو کیونکہ قرآن مجید کے تمام احکامات فطرت انسانی کے عین مطابق ہیں اورہر شخص انہیں اپنا سکتاہے۔

پھر باوجود اس کے کہ دنیا کی کوئی صداقت ایسی نہیں جو اس میں درج نہ ہو۔اورکوئی ایسا علم نہیں جو اس میں بیان نہ ہو۔قرآن مجید اپنے ظاہر ی حجم کے لحاظ سے انتہائی مختصر کتاب ہے اورہر شخص بآسانی اس کا مطالعہ کرسکتاہے۔اوراس کے بیان کردہ عقائد اوراصول وقواعد کا علم حاصل کرسکتاہے ورنہ اگرانسان کو ہزارعمر نوح بھی دی جاتی تو وہ دنیا کی تمام صداقتوں اورحکمت کی باتوں کو جمع نہ کرسکتا اورپھر خاص طورپر اس انداز میں جس میں قرآن نے جمع کردیں کہ اختصار بھی ہے مگر فصاحت وبلاغت کو بھی کمال تک پہنچایاہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’جس قدرقرآن شریف میں امور تکمیل دین کے جیسے مسائل توحید اورممانعتِ انواع واقسام شرک اورمعالجاتِ امراض روحانی اوردلائل ابطال مذاہب باطلہ اوربراہین اثبات عقائد حقہ وغیرہ بکمال شد ومد بیان فرمائے گئے ہیں وہ دوسری کتابوں میں درج نہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ دوم)

فرمایا: ’’کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسے برہان عقلی پیش نہیں کرسکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلاشبہ صفات کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفا آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارجِ عالیہ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکار ہے۔‘‘ (سرمہ چشمہ آریہ)

بِہٖ مَاشِئۡتَ مِنۡ عِلۡمٍ وَّعَقۡلٍ وَاَسۡرَارِہٖ اَبۡکَارِ المعانی

ترجمہ : اس میں ہر وہ علم اورعقل موجود ہے جس کاتو طالب ہے۔اورقسم قسم کے بھید اورنئی صداقتیں اس میں بھری ہوئی ہیں۔

پھر حضورعلیہ السلام نے فرمایا۔ ’’یقینی اورکامل اورآسان ذریعہ شناخت اصول حقہ کا اوران سب عقائد کا کہ جن کے علم یقینی پر ہماری نجات موقوف ہے صرف قرآن شریف ہے۔‘‘(براہین احمدیہ حصہ دوم)

اسی طرح حضورعلیہ السلام نے فرمایا۔ ’’۔۔۔فرقان مجید نے اپنی فصاحت اوربلاغت کو صداقت اورحکمت اورضرورت حقہ کے التزام سے اداکیا ہے اورکمال ایجاز سے تمام دینی صداقتوں پر احاطہ کرکے دکھایا ہے۔چنانچہ اس میں ہریک مخالف اورمنکر کے ساکت کرنے کے لئے براہین ساطعہ بھری پڑی ہیں اورمومنین کی تکمیل یقین کے لئے ہزار دقائق حقائق کا ایک دریائے عمیق وشفاف اس میں بہتاہوُانظرآرہاہے۔جن امورمیں فساد دیکھا ہے انہیں کی اصلاح کے لئے زورماراہے۔جس شدت سے کسی افراط یا تفریط کا غلبہ پایا ہے اسی شدت سے مدافعت بھی کی ہے۔جن انواع اقسام کی بیماریاں

پھیلی ہوئی دیکھیں ان سب کا علاج لکھا ہے۔مذاہب باطلہ کے ہریک وہم کو مٹایاہے۔ہریک اعتراض کا جواب دیا ہے۔کوئی صداقت ایسی نہیں جس کو بیان نہیں کیا۔کوئی فرقہ ضالّہ نہیں جس کا رد نہیں لکھا اورپھر کمال یہ کہ کوئی کلمہ نہیں کہ بلا ضرورت لکھا ہو اورکوئی بات نہیں کہ بے موقع بیان کی ہو اورکوئی لفظ نہیں کہ لغوطورپر تحریر پایا ہو اورپھر باوصف التزام ان سب امورکے فصاحت کا وہ مرتبہ کمال دکھلایا جس سے زیادہ متصور نہیں اوربلاغت کو اس کمال تک پہنچایا کہ کمال حسن ترتیب اورموجز اورمدلل بیان سے علم اولین وآخرین تک چھوٹی سی کتاب میں بھر دیاتاکہ انسان جس کی عمر تھوڑی اورکام بہت ہیں بے شماردردسر سے چھوٹ جائے اورتااسلام کو اس کی بلاغت سے اشاعت ِ مسائل میں مدد پہنچے اورحفظ کرنا اوریاد رکھنا آسان ہو۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم)

"اَلذِّکْر" کے معنی شرف اوربزرگی،عزت وشہرت اورثناء یعنی تعریف کے بھی ہیں۔ان معنوں کی رو سے گویااللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ بتلادیا ہے کہ حقیقی شرف وبزرگی اورعزت وشہرت اورمقام محمود حاصل کرنے کے لئے قرآن مجید انسان کے لئے آسان ترین لائحہ عمل ہے۔اس میں ایسے اصول وقواعد اورایسی تعلیمات بیان ہیں جن پر عمل پیراہوکر انسان ذہنی وجسمانی،اخلاق وروحانی،علمی وعملی،دینی ودنیوی غرضیکہ ہرقسم کی ترقیات وکمالات حاصل کرسکتاہے اورمراتب عالیہ کو پاسکتاہے۔یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے جو انسان کو زمین کی پستیوں سے اٹھا کر آسمان کی رفعتوں تک پہنچادیتی ہے۔

یَجُرُّ اِلَی الْعُلْیَا وَ جَاءَ مِنَ الْعُلٰی
کَمَا ھوَاَمْرٌ ظَاھِرٌ لَیسَ یَحْجَبُ

وہ بلندی کی طرف سے آیاہے۔اوروہ بلندی کی طرف کھینچتا ہے جیساکہ یہ بات ظاہر ہے مخفی نہیں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید کا ایک نام "ذِکْر" بھی بتلایا ہے جیسے فرمایا: اِنۡ ھُوَاِلَّا ذِکۡرٌ وَّقُرۡاٰنٌ مُّبِیۡنٌ (یونس:69)یعنی یہ تو ذکر اورقرآن مبین ہے گویا

آفتاب است وکند چوں آفتاب

والی بات ہے ۔خود بھی معزز ومکرم اوربزرگ کلام ہے جس کی عزت وبزرگی کا چرچا ساری دنیا میں ہورہاہے۔اورجس کی تعریف اورمدح وثناء کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔اورپھر یہ عظیم الشان کلام دوسروں کو بھی عزت وشرف بخشتاہے اوراعلیٰ درجہ کے کمالات تک پہنچاتاہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔وَاِنَّہٗ لَذِکۡرٌ لَّکَ وَلِقَوۡمِکَ کہ یہ قرآن آپؐ کے لئے اورآپؐ کی قوم کے لئے عزت وشہرت اورشرف وبزرگی کا موجب ہے۔

اورتاریخ شاہد ہے کہ وہی لوگ جو کبھی جہالت کی تاریکیوں میں بھٹکتے تھے،قرآن مجید کو پانے کے بعد نورِ علم وعرفان سے مالامال ہوگئے اور وہ مقام ارفع واعلیٰ حاصل کیا کہ دنیا بھر کے معلم اوراستاد وررہنما ٹھہرے۔سچ فرمایا ہے ماموزمانہ نے

آنکس کہ عالمش شد، مخزن معارف
واں بے خبر زعالم کیں عالمے ندیدہ

یعنی جو اس کا عالم ہوگیا وہ خود معرفت کا خزانہ بن گیا اورجس نے اس عالم کونہیں دیکھا اسے دنیا کی کچھ خبر ہی نہیں۔

قرآن مجید کے نزول سے قبل اہل عرب مادی و روحانی ہر لحاظ سے پسماندہ تھے مگر قرآن عظیم کو اپنے لئے ضابطہ حیات قرار دینے کے بعد اور اس کی اتباع اور پیروی کے نتیجے میں ان کی زندگیوں میں ایک عظیم تغیر بپا ہوگیا ۔ انہوں نے دنیاوی لحاظ سے بھی حیرت انگیز ترقی کی اور انتہائی قلیل عرصے میں جزیرہ عرب سے نکل کر دنیا پر چھا گئے اور دنیا نے یہ بھی دیکھا کہ عرب کے معمولی اونٹ چرانے والے قرآن مجید کی برکت اور اس کی تاثیر سے عرب و عجم کے بادشاہ بن گئے اور روحانی لحاظ سے بھی انہوں نے وہ مرتبہ و مقام پایاکہ آسمانِ روحانیت کے ستارے بن کر چمکے اور خدا کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَصْحَابِی کَالنُّجُومِ بِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمُ اھْتَدَیْتُمْ یعنی میرے صحابی ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی تم اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے۔"

اللہ اللہ!وہی جو کبھی خود گمراہی میں بھٹک رہے تھے قرآن مجید کی برکت سے آج دنیا کے ہادی بن گئے۔عرش کے خدا نے بھی قرآن مجید میں ان کی تعریف فرمائی اوررَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ کا عظیم الشان اعلان فرمایا۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اسی امر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یہ بات کسی سمجھدار پر مخفی نہیں ہو گی کہ آنحضرت ﷺ کا زاد بوم ایک محدود جزیرہ نما ملک ہے جس کو عرب کہتے ہیں جو دوسرے ملکوں سے ہمیشہ بے تعلق رہ کر گویا ایک گوشۂ تنہائی میں پڑا رہا ہے۔اس ملک کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے بالکل وحشیانہ اور درندوں کی طرح زندگی بسر کرنا اور دین اور ایمان اور حق اللہ اور حق العباد سے بے خبر محض ہونا اور سینکڑوں برسوں سے بت پرستی و دیگر ناپاک خیالات میں ڈوبے چلے آنا اور عیاشی اور بدمستی اور شراب خواری اور قمار بازی وغیرہ فسق کے طریقوں میں انتہائی درجہ تک پہنچ جانااور چوری اور قزاقی اور خونریزی اور دختر کشی اور یتیموں کا مال کھا جانے اور بیگانہ حقوق دبا لینے کو کچھ گناہ نہ سمجھنا۔ غرض ہر یک طرح کی بری حالت اور ہر یک نوع کا اندھیرا اور ہر قسم کی ظلمت و غفلت عام طور پر تمام عربوں کے دلوں پر چھائی ہوئی ہونا ایک ایسا واقعہ مشہور ہے کہ کوئی متعصب مخالف بھی بشرطیکہ کچھ واقفیت رکھتا ہو، اس سے انکار نہیں کر سکتا۔اور پھر یہ امر بھی ہر یک منصف پر ظاہر ہے کہ وہی جاہل اور وحشی اور یاوہ اور نا پارسا طبع لوگ اسلام میں داخل ہونے اور قرآن کو قبول کرنے کے بعد کیسے ہو گئے اور کیونکر تاثیرات کلام الٰہی اور صحبت نبی معصومؐ نے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں ان کے دلوں کو یکلخت ایسا مبدّل کر دیا کہ وہ جہالت کے بعد معارف دینی سے مالا مال ہو گئے اور محبت دنیا کے بعد الٰہی محبت میں ایسے کھوئے گئے کہ اپنے وطنوں، اپنے مالوں، اپنے عزیزوں، اپنی عزتوں، اپنی جان کے آراموں کو اللہ جلّشانہٗ کے راضی کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔۔۔ پس وہ کیا چیز تھی جو اُن کو اتنی جلدی ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف کھینچ کر لے گئی۔ وہ دوہی باتیں تھیں ایک یہ کہ وہ نبی معصومؐ اپنی قوت قدسیہ میں نہایت ہی قوی الاثر تھاایسا کہ نہ کبھی ہوا اور نہ ہو گا۔ دوسری خدائے قادر مطلق حیّ و قیّوم کے پاک کلام کی زبردست اور عجیب تاثیریں تھیں کہ جو ایک گروہ کثیر کو ہزاروں ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں۔"
(سرمہ چشم آریہ)

یوسف بقعر چاہے محبوس ماند تنہا
ویں یوسفے کہ تن ہا از چاہ برکشیدہ

یعنی یوسف تو ایک کنوئیں کی تہ میں اکیلا گراتھا مگراس یوسف نے بہت سے لوگوں کو کنوئیں میں سے نکالا۔

پس اے وہ شخص جو حقیقی عزت و شہرت اور شرف و بزرگی حاصل کرنا چاہتا ہے اور مقام محمود کا طالب ہے تجھے چاہیے کہ قرآن کو اپنا مقصودِ حیات بنا لے اور اس کی بتلائی ہوئی ہدایات پر عمل کرے۔ کیونکہ یہی وہ بزرگ کلام ہے جس پر عمل کرنے والوں نے اعلیٰ درجات حاصل کئے پس تو بھی ایسا ہی کر۔

اس جگہ "اَلذِّکْر" سے مراد ذکر الٰہی بھی ہوسکتا ہے ۔گویا قرآن مجید ذکر الٰہی کے لئے نہایت آسان ہے۔ خدا کو یاد کرنے کا بہترین ذریعہ قرآن مجید ہے کیونکہ قرآن مجید ذکر الٰہی پر مشتمل ہے اور دوسری طرف اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ یعنی یہ بات غور سے سن کہ اللہ کے ذکر سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں ۔سکون و اطمینان قلب حاصل کرنے کے لئے کثرت سے ذکر الٰہی کرنا چاہئے اورچونکہ قرآن مجید ذکرالٰہی پر مشتمل ہے اس لئے طمانیت قلب اورسکونِ دل حاصل کرنے کے لئے کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہئے۔

اسی طرح اگر "ذِکْر" سے مراد ذکر الٰہی لیاجائے تو اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتاہے کہ قرآن وہ کتاب ہے جو انسان کو خدا کی ہستی یاددلاتی ہے ۔جب کوئی شخص اس کی فصاحت وبلاغت،اعجاز آفرینی اوراس کے حسن وجمال پر غورکرتا اوراس کی آیات میں تدبر کرتاہے تو بے اختیارخدائےعزوجل کی ہستی کا اقرارکر اٹھتاہےاوراس کا دل حمد سے معمور ہوجاتاہے۔(گویا ہستی باری تعالیٰ کی سب سے بڑی اورآسان ترین دلیل قرآن مجید ہے)قرآن وہ آئینہ ہے جس میں خدا کی تصویر نظرآتی ہے ۔سیدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں۔

مخزن راز ہائے ربانی
از خدا آلۂ خدادانی
ہست آئینہ بہر روئے خدا
عالمے راکشید سوئے خدا
ہر کہ برعظمتش نظر بکشاد
بے توقف خدایش آمد یاد
وانکہ از کبر وکیں ندید آں نور
کور ماندہ زِ نورِ حق مہجور

یعنی وہ خداوند کے اسرار کا خزانہ ہے اورخداکی طرف سے خداشناسی کا آلہ۔(قرآن)خداکے چہرہ کا آئینہ ہے اوراس نے ایک جہان کو خداکی طرف کھینچاہے۔جو اس کی عظمت کو دیکھ لیتاہے اسے فوراً خدایاد آجاتاہے۔اورجو تکبراوردشمنی سے اس روشنی کو نہیں دیکھتا وہ اندھا اورخدا کے نورسے دوررہتاہے۔

ماہ رمضان المبارک کو قرآن مجید سے ایک خاص مناسبت اورگہراتعلق ہے۔یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس کی ایک نہایت ہی مقدس اوربابرکت رات، "لیلۃ القدر" میں ایک غایت درجہ مکرم ومعظم کلام کا نزول ہؤا۔پس ہمیں ان مبارک ایام میں بکثرت قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہئے۔اس کی آیات میں غوروفکر اورتدبر کرناچاہئے۔اس کی پر حکمت باتوں اوراس کے بیان کردہ احکام کا علم حاصل کرکے ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اسی طرح ہمیں چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس کی مدد اورنصرت چاہتے ہوئے ان مبارک ایام میں خاص طورپر قرآن مجید کا کچھ حصہ زبانی یادکریں کیونکہ ارشادباری تعالیٰ ہے کہ ہم نے قرآن مجید کو ذکر یعنی حفظ کے لئے آسان بنایا ہے۔پس کیا کوئی ہے جو اسے زبانی یاد کرے تا اس کی مدد کی جائے اوراسے اس کام کی توفیق بخشی جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ وہ ہم سب کو عشقِ قرآن اورفہم قرآن عطا فرمائے اورخداکرے کہ ہمارے اقوال وافعال اورہمارے اخلاق عین قرآن کے مطابق ہوں۔آمین ثم آمین یارب العالمین

رمضان اور عیدالفطر کیسی گزری

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کریں کہ لاک ڈاؤن میں ان کا رمضان اور عید کیسی گزری۔کیونکہ یہ ہماری زندگیوں میں پہلا تجربہ ہے کہ ہم نے گھروں میں باجماعت نمازیں ادا کیں، درس دیئے اور جمعے پڑھے۔ایڈیٹر

حافظ عبدالحمید

خدمتِ خلق

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران:111)

تم بہترین امّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کو انسانوں سے آباد کیا ، ان کے آپس میں رشتے قائم کئے ،باہم ایک دوسرے کے ساتھ ضرورتیں وابستہ کیں ،حقوق و فرائض کا ایک کامل نظام عطا فرمایا۔ دوسروں کو فائدہ پہنچانا اسلام کی روح اور ایمان کا تقاضہ ہے ایک دوسرے کی مدد سے ہی کاروانِ انسانیت مصروف سفر رہتا اور زندگی کا قدم آگے بڑھتا ہے اگرانسان انسان کے کام نہ آتا تو دنیا کب کی ویرانہ بن چکی ہوتی ۔

انسان اپنی فطری ، طبعی ، جسمانی اور روحانی ساخت کے لحاظ سے سماجی اور معاشرتی مخلوق ہے اسے اپنی پرورش ، نشوونما ، تعلیم و تربیت، خوراک و لباس اور دیگر معاشرتی و معاشی ضروریات پوری کرنے کے لئے دوسرے انسانوں کا کسی نہ کسی لحاظ سے محتاج ہے۔

خدمت خلق وہ جذبہ ہے جسے ہر مذہب و ملت اور ضابطہ اخلاق میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔مذہب میں سے انسانیت اور خدمت نکال دی جائے تو صرف عبادت رہ جاتی ہے اور محض عبادت کے لئے پروردگار کے پاس فرشتوں کی کمی نہیں۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

خدمت خلق ایک جامع تصور ہے۔ یہ لفظ ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے ۔خلق کے اندر روئے زمین پر رہنے والے ہر جاندار کا اطلاق ہوتا ہے اور ان سب کی حتی الامکان خدمت کرنا ، ان کا خیال رکھنا ہمارا فرض ہے ۔

انسان انسان ہونے کی حیثیت سے ہمدردی کا مستحق ہے خواہ اس کا تعلق کسی قوم اورمذہب سے ہو۔ بلا شبہ انسانوں کے لئے انسانوں کا ایثار ہی اس دنیا کا حقیقی حسن ہے وہ لوگ واقعی بڑے باہمت ، قابل داد اور قابل ستائش ہیں جو دوسروں کے کام آتے ہیں۔ سورج کی عظمت یہ نہیں کہ وہ روشنی اور حرارت کا منبع ہے بلکہ سورج کا کمال یہ ہے کہ وہ اپنی روشنی اور حرارت سے پوری دنیا کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

خدا کا بندہ وہی ہے مری نگاہوں میں
جو ہو شمار ہر انساں کے خیر خواہوں میں
خدا نہ جس سے ہو راضی وہ بندگی کیا ہے
کسی کے کام نہ آئے تو آدمی کیا ہے

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے وحی سے قبل بھی ایک شاندار اور قابلِ تحسین زندگی گزاری۔دوست دشمن سبھی اس بات کے معترف تھے کہ آپؐ خوش خلق اور مہمان نواز ہیں ، مظلوموں کے حامی اور مصیبت زدگان کے سرپرست آپ ﷺ نے انسانیت کی جھولی میں اخلاق عظیم کے جواہرات بھرے ،مظلوم کو ظالم سے نجات دلائی ، جاہل کو علم سے آراستہ کیا۔

ایک غیر مسلم شاعر نے آنحضرت ﷺ کو اس طرح خراج عقیدت پیش کیا۔

مرے سینے کی دھڑکن ہیں
میری آنکھوں کے تارے ہیں
سہارا بے سہاروں کا
خدا کے وہ دُلارے ہیں

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو کوئی مسلمان درخت لگائے یا کھیتی کرے اور اس کے لگائے ہوئے درخت یا کھیتی کی پیداوار انسان پرندے یا جانور کھائیں تو یہ اس درخت لگانے یا کھیتی کرنے والے شخص کی طرف سے صدقہ ہے۔ (ترمذی ابواب الاحکام باب فی فضل الغرس)

اگرچہ دیگر مذاہب بھی خدمت خلق کی تبلیغ کرتے اور اسے فروغ دیتے ہیں لیکن اسلام زکوٰۃ کی شکل میں اسے فرض کرکے اوروں سے ایک قدم آگے جاتا ہے۔ عبادت سے جنت ملتی ہے جبکہ خدمت خلق سے خدا ملتا ہے ۔

رکھو گے تم جو مولا کے بندوں کو کچھ عزیز
تم سے کرے گا ہر طرح وہ پیار دیکھنا

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل قیامت کے روز فرمائے گا۔اے ابن آدم ! میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا۔ اے میرے رب ! میں تیری عیادت کیسے کرتا جبکہ تو ساری دنیا کا پروردگار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ۔ کیا تجھے پتہ نہیں چلا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو تو نے اس کی عیادت نہیں کی تھی۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔اے ابن آدم ! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو تو نے مجھے کھانا نہیں دیا۔ اس پر ابن آدم کہے گا ۔ اے میرے رب ! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا جب کہ تو تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تھا تو تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا۔ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تم اسے کھانا کھلاتے تو تم میرے حضور اس کا اجر پاتے۔ اے ابن آدم ! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگرتو نے مجھے پانی نہیں پلایا تھا۔ ابن آدم کہے گا۔ اے میرے رب ! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جب کہ تو ہی سارے جہانوں کا رب ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا ۔ تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا۔ مگر تم نے اسے پانی نہ پلایا۔ اگر تم اس کو پانی پلاتے تو اس کا اجر میرے حضور پاتے۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل عیادۃ المریض)

نبی کریمؐ نے انسان کی ہمدردی و خدمت کے حوالہ سے مومن کامل کی مثال کھجور کے درخت سے دی اور ایسے دلچسپ انداز میں پیش فرمائی کہ مجلس کے ہر شخص کے ذہن میں بیٹھ گئی۔ پہلے تو پوچھاکہ درختوں میں سے وہ درخت کون سا ہے جس کی کوئی چیز ضائع نہیں ہوتی بلکہ ہر چیز کارآمد ہے۔صحابہ نے جنگل کے سارے درختوں کے نام گنوادیئے مگر یہ پہیلی بوجھ نہ سکے۔حضورؐ نے فرمایا یہ کھجور کا درخت ہے۔جس کی مثال مومن کے وجود سے دی جاسکتی ہے۔ (بخاری کتاب العلم باب الحیاء فی العلم)

یعنی جس طرح کھجور کا درخت تن تنہا میدان یا صحراء میں کھڑا آندھیوں طوفانوں کے تھپیڑے برداشت کرتاہے۔ اس کاپودا کچھ تقاضا نہیں کرتامگر دھوپ میں سایہ دیتا ہے، پھل بھی دیتا ہے،اس کے پتے بھی کام آتے ہیں اور تنا بھی۔ اسی طرح مومن کا وجود بھی نافع الناس ہوتا ہے۔

حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

’’اللہ تعالیٰ اس وقت تک انسان کی ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لئے کوشاں رہے۔‘‘ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 643 از ملک سیف الرحمان)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

’’جس شخص نے کسی مسلمان کی دنیاوی بے چینی اور تکلیف کو دور کیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بے چینیوں اور تکلیفوں کو اس سے دور کرے گا۔ اور جس شخص نے کسی تنگدست کو آرام پہنچایا اور اس کے لئے آسانی مہیا کی اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے لئے آسانیاں مہیا کرے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد پر تیار رہتا ہے جو اپنے بھائی کی مدد کے لئے تیار ہو۔‘‘

(مسلم کتاب الذکر باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر)

بےبہا کاموں میں یہ بھی کام آنا چاہئے
خدمتِ آدم میں بھی تو نام آنا چاہئے
چاہتے ہو گر خدا کی تم عنایت بار بار
آدمی کو آدمی کے کام آنا چاہئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو‘ ہمدردی کرو اور بلاتمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 219)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اپنے منظوم فارسی کلام میں اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

مرا مطلوب و مقصود و تمنّا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

یعنی میری زندگی کی سب سے بڑی تمنا اور خواہش خدمت خلق ہے۔ یہی میرا کام، یہی میری ذمہ داری، یہی میرا فریضہ اور یہی میرا طریقہ ہے۔

حضور علیہ السلام نے شرائط بیعت میں بھی اس بات کو شامل کیا ہے۔

شرائط بیعت میں چوتھی شرط ہے۔’’یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا، نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے‘‘ اورنہم شرط ہے۔’’یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔‘‘

حضرت مفتی محمد صادق روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ’’ہمارے بڑے اصول دو ہیں۔ اول خدا کے ساتھ تعلق صاف رکھنا اور دوسرے اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا۔‘‘ (ذکر حبیب صفحہ 180)

سیدناحضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’آنحضرت ﷺ کی طرف دیکھو کہ کس قدر خدمات میں عمر کو گزارا اور حضرت علیؓ کی حالت کو دیکھو کہ اتنے پیوند لگائے کہ جگہ نہ رہی۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک بڑھیا کو ہمیشہ حلوہ کھلانا وطیرہ کررکھا تھا۔ غور کرو کہ یہ کس قدر التزام تھا۔ جب آپ فوت ہوگئے تو اس بڑھیا نے کہا کہ آج ابوبکرؓ فوت ہوگیا۔ اس کے پڑوسیوں نے کہا کہ کیا تجھ کو الہام ہوا یا وحی ہوئی؟ تو اس نے کہا نہیں آج حلوا لے کر نہیں آیا اس واسطے معلوم ہوا کہ فوت ہوگیا۔ یعنی زندگی میں ممکن نہ تھا کہ کسی حالت میں بھی حلوا نہ پہنچے۔ دیکھو کس قدر خدمت تھی۔ ایسا ہی سب کو چاہیے کہ خدمتِ خلق کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 369-370)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں ۔ میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جاوے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔اپنے تو درکنار ، میں تو کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے

ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہر گز نہیں ہونا چاہئے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 82-83)

یہی وہ تعلیم تھی جس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ نے جذبہ ہمدردی سے سرشار ہو کر سب سے زیادہ توجہ خدمت خلق کی طرف دی۔مخلوقِ خدا سے ہمدردی اور ان کی مصیبتوں کو دور کرنا جماعت احمدیہ کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔

چنانچہ خدمت خلق جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ خامسہ کے بابرکت دَور میں جماعتِ احمدیہ خیرِ اُمت بنتے ہوئے دنیا بھر میں بسنے والے انسانوں کی بھلائی کے لئے کام کررہی ہے۔ جماعت کی تنظیم ہیومینٹی فرسٹ دنیا بھر میں دکھی انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق پارہی ہے ۔

انفرادی طور پر خدمتِ خلق کے بہت سے مواقع ہماری زندگی میں آتے ہیں جب ہم دوسروں کی خدمت کرکے اللہ تعالیٰ کو خوش کرسکتے ہیں ۔ کسی بھی بات کو معمولی نہ سمجھیں ۔مسافر کی مدد کرنا ، غریب کو کھانا کھلانا ،غرباء کو کپڑے وغیرہ دینا،ایسے طالبعلم جو اپنی تعلیم کے اخراجات برداشت نہ کرسکتے ہوں ان کی مدد کرنا ،چرند پرند کے لئے خوراک کا انتظام کرنا ،غرض کہ ایسے بہت سے کام ہیں جن کو کرکے ہم خدمتِ خلق کرنے والوں میں شامل ہوسکتے ہیں ۔

خدمت خلق کے لئے ضروری نہیں کہ آپ کے پاس مال ہو کیونکہ صرف مالی مدد کرنا ہی خدمت خلق نہیں بلکہ کسی کی عیادت کرنا،کسی کی رہنمائی کرنا ، کسی کو تعلیم دینا ،کوئی ہنر سکھانا ،بے روزگار کی کام تلاش کرنے میں مدد کرنا،اچھا اور مفید مشورہ دینا، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا،نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا، کسی کے لئے دعا کرنا،یہ تمام امور خدمت خلق میں آتے ہیں ۔

خدمت خلق یہ بھی ہے کہ آپ کی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

خدمت خلق انسان دوستی کا دوسرا نام ہے۔جدید تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ دوسروں کی مدد کرنے والے انسانوں کا ذہنی دباؤ کم ہوتا ہے ،دوسروں کا درد رکھنے والوں کے دل زیادہ صحت مند ہوتے ہیں اور ایسا انسان مختلف امراض سے محفوظ رہتا ہے ۔خدا کی رحمت کے مستحق وہی لوگ ہوتے ہیں جو اس کی مخلوق کے حق میں مہربان ہوتے ہیں۔ایسے محبوب اور پیارے لوگ ہی کسی معاشرے کا حقیقی سرمایہ ہوتے ہیں ۔ لوگوں کی خدمت سے انسان نہ صرف لوگوں کے دلوں میں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی عزت و احترام پاتا ہے۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ ’’خدا تک پہنچنے کے بہت سے راستے ہیں لیکن میں نے خدا کا پسندیدہ راستہ مخلوق سے محبت کو چُنا۔‘‘

دنیا میں ایسی انمول ہستیاں بھی ہیں جو کہ مخلوق کی بھلائی کے لئے ایسی ایسی بے مثال خدمات سر انجام دیتی ہیں کہ رہتی دنیا تک ان کا نام امر ہوجاتا ہے اور خدمتِ انسانیت کے لئے کئے گئے ان کے کام صدقہ جاریہ کا روپ دھارلیتے ہیں۔

کاش ہم میں بھی ہو پیدا وہی انداز لگن
تاکہ دنیا بھی عقیدت سے ہمیں یاد کرے

ہمیں چاہئے کہ ہم سراپا خیر بن کر فلاح انسانیت کے لئے کام کریں تاکہ یہ معاشرہ جنت نظیر بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

بروشر

زکوٰۃ

حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ جس وقت کوئی قوم نبی کریم کے پاس اپنی زکوٰ ۃ لاتی تو رسول کریم ﷺ فرماتے ’’یا الٰہی فلاں کی آل پر رحمتیں فرما‘‘ (بخاری ،مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جسے اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اس کا مال زہریلے سانپ کی شکل اختیار کر لے گا جو اس کے گلے کا طوق ہو گا۔ پھر وہ سانپ اپنے جبڑوں سے اسے پکڑ لے گا اور کہے گا میں تیرا مال اور خزانہ ہوں۔ (بخاری کتاب الزکوۃ)

زکوٰۃ

زکوٰۃ دین حق کا ایک بنیادی رکن ہے اور دیگر ارکان کی طرح اس کی ادائیگی بھی فرض ہے۔ ادائیگی زکوٰۃ کے حوالہ سے قرآن کریم ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کے ارشادات پیش ہیں ۔ وہ احمدی احباب و خواتین جن پر زکوٰۃ کی ادائیگی کی شر ائط پوری ہوتی ہوں ان سے درخواست ہے کہ اس فرض چندے کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔

قرآن کریم

1۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جھکنے والوں کے ساتھ جھک جاؤ۔ (البقرۃ: 3)

2۔ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی ہیں جن پر اللہ ضرور رحم کرے گا۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔(التوبہ: 5-3)

احادیث

1۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فر مایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر بھی گئی ہے۔ گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا۔حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔(بخاری، مسلم)

2۔ حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے دادا کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ دو عورتیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن تھے آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا ’’کیا ان کی زکوٰۃ دیتی ہو‘‘ انہوں نے جواب دیا ’’نہیں یا رسول ﷺ‘‘ اس پر آپؐ نے فرمایا ’’کیا تم پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں آگ کے کنگن پہنائے۔‘‘ انہوں نے کہا ’’نہیں‘‘ فرمایا ’’پھر تم ان کی زکوٰۃ دیا کرو‘‘ (مشکوٰۃ)

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

1۔ ’’اے وے لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے ۔جب تم سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنےروزوں کو خدا تعالیٰ کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ہر ایک جو زکوٰۃ دینے کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی امر مانع نہیں وہ حج کرے۔‘‘

2۔ ’’جو زیور پہنا جائے اور کبھی کبھی غریب عورتوں کو استعمال کے لئے دیا جائے بعض کا ان کی نسبت فتویٰ ہے کہ اس کی کچھ زکوٰۃ نہیں۔ اور جو زیور پہنا جائے اور دوسروں کو استعمال کے لئے نہ دیا جائے اس میں زکوٰۃ دینا بہتر ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ اسی پر ہمارے گھر میں عمل کرتے ہیں اور ہر سال کے بعد اپنی موجودہ زیور پر زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو زیور روپیہ کی طرح جمع رکھا جائے اس کی زکوٰۃ میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔‘‘

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ

’’جس طرح نمازیں فرض ہیں اور مسجد میں جماعت کے ساتھ فرض ہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ فرض ہے۔اور اس کا ایک جگہ جمع کر کے تقسیم کرنا اور ان مصارف پر لگانا جو اس کے لئے قرار دیئے گئے ہیں فرض ہے۔ اس فرض کی ادائیگی کو اسی طرح ضروری سمجھو جس طرح نماز اور روزہ اور حج کے فرائض کی ادائیگی کو ضروری سمجھتے ہو۔‘‘

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

’’ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارہ میں سوال ہوتے ہیں۔یہ بنیادی حکم ہے۔ جن پر زکوٰۃ واجب ہے ان کو ضرور ادا کرنی چاہئےاور اس میں بھی کافی گنجائش ہے۔ بعض لوگوں کی رقمیں کئی کئی سال بینکوں میں پڑی رہتی ہیں اور ایک سال کے بعد بھی رقم جمع ہے۔ تواس پر بھی زکوٰۃ دینی چاہئے۔ پھر عورتوں کے زیورات ہیں ان پے زکوٰۃ ہونی چاہئے۔جو کم از کم شرح ہے اس کے مطابق ان زیورات پر زکوٰۃ ہونی چاہئے۔پھر بعض زمینداروں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ان پر زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے تو یہ ایک بنیادی حکم ہے اس پر بہرحال توجہ دینے کی ضرورت ہے۔‘‘

زکوٰۃ کی ادائیگی کے متعلق بعض سوالات اور جوابات

سوال نمبر1۔زکوٰۃ کا نصاب کیا ہے؟

جواب۔ زکوٰۃ کا نصاب درج ذیل ہے۔1۔ . چاندی ساڑھے باون تولے 2 ۔سونا ساڑھےسات تولے.3 ۔نقدی: ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت کے برابر نقدی۔

نوٹ: اگر مقررہ نصاب کے مطابق چاندی ، سونا یا نقد رقم پر ایک سال مکمل ہو جائے تو کل سرمایہ کا اڑھائی فیصد یعنی چالیسواں حصہ سالانہ حساب سے زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہوتی ہے۔

سوال نمبر 2۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ کار کیا ہے؟

ج :جماعتی لحاظ سے زکوٰۃ کی تمام رقم کا مرکزی نظام کے تحت جمع ہونا ضروری ہے۔ از خود کوئی بھی احمدی اپنی زکوٰۃ کی رقم کو تقسیم کر سکتا ہے نہ کسی صدقہ یا عطیہ کی صورت میں دے سکتا ہے۔ اگر اس کے علم میں کوئی اس کا ایسا عزیز رشتہ دار یا مستحق ہے (خواہ احمدی ہو یا غیر از جماعت ہو) خواہ اپنی زکوٰۃ کی رقم سے امداد کا ارادہ رکھتا ہو یا امداد کروانا چاہتا ہو تو اس کے لئے حضور انور کی خدمت میں درخواست براہ راست یا نظارت مال آمد کے ذریعہ بجھوائے۔ بصورت منظوری جماعتی نظام کے تحت امداد کر دی جاتی ہے۔

سوال نمبر 3: کیا بینک میں یا کسی اور طور پر محفوظ رقم پر زکوٰۃ واجب ہے؟

ج: بینک میں یا کسی اور طور پر محفوظ رقم پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر بینک میں فکسڈ ڈیپازٹ کے طور پر رقم جمع ہو اور زکوٰۃ کی شرائط پوری ہو جائیں تو زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہو جائے گی۔ اگر فکسڈ ڈیپازٹ ایک سال سے زیاد عرصہ تین، پانچ یا دس سال کے لئے ہے تو ہر سال کا حساب کر کے واجب زکوٰہ ہر سال ادا کرنا ہوگی۔ پرائز بانڈز ،کمپنیوں کے شیئر ز،کسی کے پاس امانتاً رکھی ہوئی رقم سب نقدی کے زمرے میں آتے ہیں۔

سوال نمبر 4: کیا حق مہر پرزکوٰۃ واجب ہے؟

ج: مہر کی رقم جب تک عورت کو حاصل نہیں ہوتی اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ جب حق مہر مل جائے اور وہ نقد یا زیور کی صورت رکھتا ہو اور وہ نصاب کی قدر بن جائے تو ایک سال گزرنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی ۔

سوال نمبر5: کیا چند ہ جات زکوٰۃ کے متبادل ہیں؟

ج: چندہ جات زکوٰۃ کے متبادل نہیں ہیں ۔ بلکہ جن پرزکوٰۃ فرض ہے وہ زکوٰ ۃ ترجیحی بنیادوں پر ادا کریں ۔

کاشف احمد

آپ آن لائن اسٹور کامیابی سے چلا سکتے ہیں-اپنی دکان کو آن لائن کریں

آجکل کے دنوں میں جب روزگار اور کمانے کے مسائل سے ہر کوئی شخص دوچار ہے خاص طور پر دوکاندار اور چھوٹے کاروباری افراد اپنا آن لائن اسٹور کھول سکتے ہیں۔آن لائن پیسے کمانا تقریباً ہر پاکستانی کاخواب ہے۔لیکن اس خواب کی تکمیل کیسے کی جائے۔اس کا انہیں علم نہیں۔لہٰذا کبھی تو وہ کلکس کے پیچھے بھاگتے ہیں کہ فلاں سائٹ پر بیٹھ کر ایڈز کلک کرتے رہو پیسے ملیں گے اور کبھی کوئی اور طریقہ اپناتے ہیں۔لیکن ہاتھ کچھ نہیں آتا۔

آن لائن پیسے کمانے کا سب سے آزمودہ اور کارگر ایک ہی نسخہ ہے آن لائن بزنس۔

''فیس بک کو آپ ہزار برائیوں کی جڑ کہہ سکتے ہیں لیکن اپنی زندگی یا اپنا ہر قسم کا کریئر سنوارنے کا جتنا موقع فیس بک دیتی ہے آپ کو کوئی دوسرا پلیٹ فورم نہیں دے گا۔اس تحریر میں، میں آپ کو بتاؤں گا کہ کن اصول و ضوابط پر عمل پیرا رہ کر آپ آن لائن بزنس شروع کر سکتے ہیں۔اور اسے کامیاب بنا سکتے ہیں۔آیئے آپ کو آن لائن بزنس اور آن لائن سٹور کامیاب بنانے کے کچھ اصول متعارف کروائیں۔

1-ریسرچ

سب سے پہلے اپنا فوکس تلاش کریں۔کہ آپ آن لائن بزنس میں کیا بیچنا چاہتے ہیں۔اس کے لیے آپ اپنے شہر یا کسی قریبی بڑے شہر کا دورہ کریں۔مختلف لوگوں سے ملیں۔ریسرچ کریں کہ کون سی ایسی چیز ہے جو یہاں بنتی ہے اور کہیں اور نہیں بنتی یا اگر کہیں اور بنتی ہے تو اس جیسی نہیں ہے۔جیسا کہ کمالیہ کا کھدر مشہور ہے۔فیصل آباد کا چیز مین کا لٹھا مشہور ہے۔دیسی علاقوں کا خالص شہد مشہور ہوتا ہے۔ملتان کی سردیوں والی شال مشہور ہیں۔اپنا پورا ریسرچ ورک کریں اور فیصلہ کر لیں کہ کیا بیچنا ہے یا کیا کیا بیچنا ہے۔یعنی ایک پراڈکٹ پر فوکس کرنا ہے یا مختلف چیزیں بیچنی ہیں۔

2-فیس بک پیج

اپنے بزنس کے حساب سے یعنی جو کچھ بھی بیچنے کا آپ نے سوچا ہے اس کے حساب سے اپنے بزنس کا ایک اچھا سا نام سوچ لیں اور اسی نام کا فیس بک پر ایک پیج بنا لیں۔پیج بنانے کے بعد اگلے دن اس پیج پر ایک اچھا سا لوگو (پروفائل پکچر) لگوائیں جو کہ آپ خود بھی ڈیزائن کر سکتے ہیں یا کسی سے کروا سکتے ہیں۔یہ یاد رہے کہ پروفائل پکچر یعنی لوگو پر آپ کے بزنس یا کمپنی کا نام لکھا ہونا چاہیے۔اس سے اگلے دن آپ اپنے پیج کا ڈیزائن شدہ فیس بک کور اپ لوڈ کریں۔اور فیس بک کور پر آپ کے بزنس یعنی کمپنی کا نام، آپ کی پراڈکٹس کا نام، آپ کا موبائل نمبر اور پراڈکٹس کی ایک آدھی تصویر ضرور ہونی چاہئے۔اور اس سے اگلے دن آپ اس پیج پر اپنی پہلی پراڈکٹ بیچنے کے لیے لگا بھی سکتے ہیں لیکن آپ اپنا خود کا آن لائن اسٹور بھی باآسانی بنا کر اس پر اپنی پروڈکٹس کی تصاویر اور قیمت لگانے کے بعد بیچ سکتے ہیں۔لیکن اپنے اسٹور کو مشہور کرنے اور اپنی فروخت میں اضافے کی خاطر آپ کو آن لائن بزنس کی مشہوری اور مارکیٹنگ کے ماہرین کی مدد لینی ہوگی۔

اپنی خود کی ویب سائٹ یا آن لائن سٹور باآسانی اور مفت اس ویب سائٹ کے ذریعہ https://www.wix.com/, https://www.shopify.com/ بنائے جا سکتے ہیں۔

3-کانٹینٹ رائٹنگ

جس وقت آپ اپنے فیس بک پیج پر یا پھر اپنی ویب سائٹ یا آن لائن اسٹور پر اپنی کوئی پراڈکٹ بیچنے کے لیے اس کی تصاویر اپ لوڈ کریں آپ نے کوشش کرنی ہے کہ اس پراڈکٹ سے متعلق اچھا سا مفصل تعارف لکھیں اور اس پراڈکٹ کی خوبیوں کو واضح کریں اور لوگوں کو بتائیں کہ مارکیٹ میں موجود اس سے ملتی جلتی چیزوں سے آپ کی چیز کیسے برتر ہے اور کیسے یہ آپ کے یا آپ کے قریبی شہر کی خاص پراڈکٹ ہے۔پاکستان کی شاید دس فیصد آبادی انگلش پڑھ سکتی ہے لیکن پچانوے فیصد آبادی اردو پڑھ سکتی ہے۔اپنی پوسٹ اردو میں لکھیں۔پچانوے فیصد کو اپنی مارکیٹ بنائیں نا کہ پانچ فیصد کو۔

4-ایمانداری

جب آپ کو آپ کی پراڈکٹ کے لیے کوئی رابطہ کرے تو کبھی بھی، کبھی بھی، گاہگ سے جھوٹ مت بولیں۔اپنی چیز کی جو خامی ہو انہیں کھل کر بتائیں۔چاہے گاہگ جاتا ہے تو جائے لیکن جھوٹ اور بددیانتی مت کریں۔آپ میرا یقین کریں کہ ایک جائے گا تو سو آئیں گے۔کوئی بھی چیز خامیوں سے پاک نہیں ہوتی۔آپ کی پراڈکٹ کی خامی کے بارے اگر کوئی پوچھے تو بتائیں۔جیسے اگر آپ کپڑا سیل کر رہے ہیں تو گاہگ کو بتائیں کہ ایک یا دو سیزن بعد اس کپڑے کا رنگ اترنا شروع ہو جائے گا۔لیکن وہیں اسے یہ بھی کہیں کہ سر پندرہ سو کا سوٹ ایک یا دو سیزن نکال جائے گا کیا یہ کافی نہیں۔آن لائن اسٹورز کو پاکستان میں دھوکہ سمجھا جاتا ہے۔کوشش کریں کہ آپ ان لوگوں میں سے بنیں جو اپنی عوام کا آن لائن اسٹورز پر اعتماد بحال کر سکیں۔

5-فری ڈیلیوری-کیش آن ڈیلیوری

آپ نے اپنی پراڈکٹ کا ریٹ ایسا رکھنا ہے کہ ڈیلیوری چارجز اس میں شامل ہوں۔گاہگ کو جب آپ قیمت بتائیں گے تو وہ پریشان ہو جائے گا کہ اتنا مہنگا لیکن جب آپ بتائیں کہ فری ڈیلیوری ہے اس کا دکھ آدھا کم ہو جائے گا۔ویسے بھی عوام کو سب سے زیادہ جو لفظ ٹریگر کرتا ہے وہ ہے ''فری''۔

کیش آن ڈیلیوری رکھیں۔بہت کم لوگ ہوں گے جو آپ کو پہلے پیسے بھیج کر آپ پر اعتماد کریں گے۔ایک یا دو کلو ہو تو TCS سے بھجیں۔ٹی سی ایس کا ریٹ ایک کلو کا230 روپے ہے۔آپ ٹی سی ایس میں اپنا اکاونٹ کھلوا لیں۔وہ آپ کے نمائندے کے طور پر مال دے کر پے منٹ لے لیا کریں گے۔اگر کوئی آڈر کر کے مکر جائے اور وصول نہ کرے تو مال واپس آ جائے گا۔زیادہ سے زیادہ نقصان آپ کے ڈیلیوری چارجز کا ہو گا جو کہ ایک کلو کا دو سو تیس روپے ہیں۔مال دو کلو سے زیادہ ہو تو ڈاکخانے سے بھجیں تا کہ آپ کا زیادہ خرچہ نہ ہو۔

6- پوسٹ بوسٹ

فیس بک کا بہترین آپشن ہے کہ یہاں پوسٹ بوسٹ ہو جاتی ہے یعنی جن لوگوں نے آپ کا پیج نہیں بھی لائک کر رکھا ان کی وال پر بھی شو ہو گی۔پانچ یا دس ڈالر کی پے منٹ لگا کر (پے منٹ لگانے کا طریقہ گوگل کر لیں) اپنی پوسٹ کو بوسٹ کریں۔اور بوسٹ کے دوران اپنی آڈئینس (ٹارگٹ مارکیٹ) پاکستان منتخب کریں۔اگر آپ کی پراڈکٹ خواتین سے متعلق ہے تو صرف خواتین کی جنس منتخب کریں اگر مردانہ ہے تو مرد ورنہ دونوں کو منتخب کریں۔اٹھارہ سال سے ساٹھ سال تک کی عمر منتخب کریں۔اب پاکستان میں اٹھارہ سے ساٹھ سال والے جتنے لوگ فیس بک استعال کرتے ہیں ان میں سے چند (جتنے پیسوں کی بوسٹ ہو گی اس حساب سے) سینکڑوں یا ہزاروں کی وال پر آپ کی پراڈکٹ کی مشہوری شو ہوگی۔جہاں آپ کے پیج کے لائکس بڑھیں گے وہیں آپ کے بزنس کے لیے کالز یا میسجز بھی آئیں گے۔ فیس بک کے علاوہ اپنی پراڈکٹس اور آن لائن اسٹور کی مارکیٹنگ آپ Linked in پر بھی کریں جو اس وقت دنیا کا سب سے بڑا پروفیشنل سوشل میڈیا ہے اور شائد ہی دنیا کا کوئی پروفیشنل اور کمپنی یہاں نا ملے کیونکہ یہ مائیکروسافٹ کی سپورٹ ہے ۔ اسی طرح آپ ٹویٹر پر بھی اپنی مارکیٹنگ کر سکتے ہیں لیکن اپنے آپ کا مرکنٹگ پیج جہاں جہاں بھی ہو وہاں اپنے آن لائن اسٹور کا ویب اڈریس اور لنک ضرور لگائیں۔

7-موبائل ایپس

فیس بک پیجز کے لیے پیجز نام کی ایک ایپ ہے اسے انسٹال کریں اور ہمہ وقت اپنے پیج پر ایکٹو رہیں۔آپ کی کوشش ہو کہ آپ اس ایپ کو دکان سمجھیں اور وہاں جم کر بیٹھ جائیں۔جو بندہ کمنٹ کرے اس کا کمنٹ لائک کریں اور اس کا لازمی جواب دیں۔کوئی نائس کونگیٹس یا نائس بھی لکھے تو اس کا کمنٹ لائک کر کے آپ جواب میں شکریہ لکھیں۔اگر کوئی آپ کی پراڈکٹ خریدنے میں دل چسپی ظاہر کرے تو اسے فوراً ان باکس میں میسج کریں اور کمنٹ کے جواب میں لکھیں کہ چیک ان باکس۔ان باکس میں اس بندے کا سب سے پہلے شکریہ ادا کریں کہ اس نے آپ کی پراڈکٹ میں دل چسپی دکھائی پھر اس سے ایک یا دو منٹ ان باکس میں بات کر کے اس بندے کا نمبر لیں اور فوراً کال کریں۔کمنٹس اور ان باکس کی نسبت بہترین ڈیلنگ کال پر ہوتی ہے۔آپ سرعام کسی کا نمبر مت مانگیں۔ان باکس میں نمبر مانگیں۔لیکن ان باکس میں مکمل ڈیلنگ مت کریں۔ڈیلنگ فون پر کریں اور ایمانداری سے اپنے کسٹمر کو یقین میں لائیں۔

8-صبر و تحمل

چائنہ کی ایک کہاوت ہے کہ ''اگر آپ کو مسکرانا نہیں آتا تو دکان مت کھولیں'' آپ کی پراڈکٹس والی پوسٹ پر ایسے ایسے فضول اور دل جلا دینے والے کمنٹس آئیں گے کہ آپ کو بہت غصہ آئے گا لیکن پریشان نہیں ہونا۔یہ بزنس ہے۔اس میں صبر و تحمل سب سے زیادہ ضروری ہے۔جو یہ لکھے کہ بکواس مال، لوٹ رہے ہو،انہیں سکون سے وہیں جواب دیں کہ ہم شرمندہ ہیں آپ کے معیار کا کچھ نہیں لا سکے۔فون پر بھی اگر کسٹمر گرم ہو تو خود کو قابو میں رکھیں۔آپ کے والدین یا آپ کی اولاد کے رزق کا سوال ہے۔برداشت کا دائرہ بڑھانا ہو گا۔

9-واپسی پالیسی

آپ اپنی واپسی پالیسی نرم رکھیں۔گاہگ کو کہیں کہ اگر میرا مال آپ کو پسند نہیں آیا تو چوبیں گھنٹوں کے اندر اندر اسی حالت میں جیسا آپ کے پاس گیا تھا۔مجھے واپس بھیج دیں۔آپ کے سارے پیسے واپس مل جائیں گے۔یہ بات آپ نے مال بھیجنے سے پہلے ڈیلنگ کے دوران کہنی ہے اور اس پر عمل بھی کرنا ہے۔یہ بات کسٹمر کے آپ پر یقین میں اضافہ کرے گی۔

10-پرموشنز

کبھی کسی خوشی کے موقع کی مناسبت سے جیسا کہ عید ہو یا آپ کے پیج کے دس یا بیس ہزار لائکس ہو جائیں تو کسٹمرز کے لیے پرموشنز لگائیں ایسے موقع پر اپنا پرافٹ چاہے تو سو روپے یا ڈیڑھ سو روپے کم کر دیں۔ایسے میں پیج کے لوگ بھی یکسانیت سے بور نہیں ہوں گے کہ آپ صرف ایک ہی چیز ایک ہی ریٹ پر بیچے جا رہے ہیں۔

11-فیڈ بیک

جب آپ کا مال کسٹمر تک پہنچ جائے تو فون کر کے ان سے فیڈ بیک لیں کہ کیا انہیں چیز مل گئی ہے اور وہ مطمئن ہے۔

اس کے علاوہ اگر آپ کے پاس چار سے پانچ ہزار روپے ہیں تو اپنے وزٹنگ کارڈز چھپوائیں۔اپنی کمپنی کے شاپر(پلاسٹک بیگز) چھپوائیں اور جب پراڈکٹ بھیجیں تو اپنی کمپنی کے پلاسٹک بیگ میں بھیجیں اور اندر اپنا ایک کارڈ رکھ دیں۔اس سے کسٹمر پر اچھا امپریشن پڑے گا کہ یہ کوئی عام سی کمپنی یا پیج نہیں ہے اور آپ کی کمپنی یا پیج کی پبلسٹی بھی ہو گی۔

******

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

وسیم احمد ظفر۔ برازیل

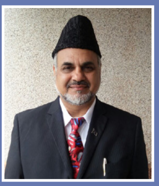

کورونا وائرس اور والدہ کی خدمت کے ایمان افروز نظارے

اللہ تعالیٰ نے والدین اور بالخصوص والدہ کی خدمت کا بہت بڑا درجہ اور ثواب رکھا ہےاور جواپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر ایسے وقت میں والدین کی خدمت پر کمر بستہ ہوتے ہیں جب اپنی کمزوری یا مجبوری کی وجہ سے وہ خود اپنی ضروریات پوری نہ کر سکیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظریں پڑتی ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی حفاظت کرتا اور ان کے لئے مشکل کشاء بن جاتا ہے اور بسا اوقات ان کے لئے حیرت انگیز نشانات دکھاتا ہے۔ حدیث میں ایک واقعہ کا ذکر اس طرح ملتا ہے کہ ایک موقع پر جب تین اشخاص ایک غار میں پتھر کے آجانے کے سبب پھنس گئے تو ان کی رہائی کی ایک بڑی وجہ ایک شخص کی اپنے والدین کی خدمت کے صدقے خداتعالیٰ کے حضور التجا تھی۔

آج خاکسار تحدیث نعمت کے طور پر اسی قسم کے واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہے خاکسار کے بڑے بھائی مکرم لطیف احمد طاہر آسٹن۔ امریکہ میں رہتے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ مارچ میں جب کرونا وائرس کے پھیلاؤ کی وجہ سے ان کے شہر میں بھی سب کاروبار بند ہو گیا اور لوگوں کو گھروں میں رہنے کی تلقین ہوئی تو انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ ان دنوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے والدہ (مکرمہ صادقہ بیگم اہلیہ مکرم مولوی محمد شریف صاحب سابق اکاؤنٹنٹ جامعہ احمدیہ ربوہ) کے پاس نیویارک چلے جائیں باوجود اس کے کہ نیویارک میں سب سے زیادہ کیسز ہو رہے تھے اور بہت سے لوگ منع بھی کر رہے تھے وہ نیویارک آگئے اور 15 دن کے قریب والدہ کے پاس رہے اور 29 مارچ کو بخیر وعافیت واپس اپنے گھر آسٹن پہنچ گئے خاکسار کے دوسرے بھائی مکرم نعیم احمد سیکریٹری ضیافت نیو یارک جماعت جن کی عمر 65 سال ہے جو والدہ کے پاس رہتے ہیں اور لطیف بھائی بھی ان کے پاس مقیم رہے چنانچہ نعیم بھائی حسب معمول مہمان نوازی کے علاوہ بزرگ والدہ کی دیکھ بھال کرتے رہے جبکہ والدہ ماجدہ کی عمر ماشاء اللہ 96 سال کے لگ بھگ ہے ان کے پاس ہی ساتھ والے پلنگ پر سوتے اور ضرورت پڑنے پر پکڑ کر اٹھاتے اور کھانا وغیرہ کھلاتے رہے حالانکہ بھائی کو کورونا وائرس کا اٹیک ہو چکا ہوا تھا لیکن ابھی علامات پوری طرح سامنے نہیں آئی تھیں جس کی وجہ سے وہ حسب معمول والدہ کی خدمت کا فریضہ بجا لاتے رہے جس دن بڑے بھائی کی واپسی تھی اس دن طبیعت زیادہ خراب ہونے پر اندازہ ہوا کہ وائرس کا حملہ ہو چکا ہوا ہے اس وقت انہوں نے امی جان کے پاس جانے سے احتیاط شروع کی لیکن اس وقت تک دیر ہوچکی تھی بڑے بھائی تو اس مہلک وائرس سے محفوظ رہے جن کی عمر بھی 67 سال کی ہے البتہ والدہ اس وائرس کی زد میں آ گئیں جس کی وجہ سے ان کی حالت بگڑنے لگی اور ساتھ ہی نعیم بھائی میں وائرس کی علامات زور پکڑنے لگیں اور وہ مکان کی دوسری منزل کے کمرہ میں منتقل ہو گئے جہاں دن بدن ان کی طبیعت خراب ہوتی گئی بخار کے ساتھ کھانسی کا بھی زور ہوتا گیا کھانا پینا بھی نہ ہونے کے برابر تھا جس کی وجہ سے بے حد کمزوری سے نڈھال ہو جاتے کرونا کا ٹیسٹ کرایا جو مثبت آیا ادھر والدہ ماجدہ کی صحت بھی زیادہ بگڑنے لگی گو کہ ان کا باقاعدہ ٹیسٹ تو نہیں کروایا گیا لیکن صاف نظر آ رہا تھا کہ وائرس کا اٹیک ہو چکا ہے گھر میں نعیم بھائی کی اہلیہ اور دو بچے بے حد پریشان کہ صورتحال کو کیسے سنبھالیں خاص طور پر نیویارک میں کرونا وائرس کے زور کی وجہ سے ہسپتال ایڈمٹ کرنے کے لئے بھی سب کو انقباض تھا اس کسمپرسی کی حالت میں چھوٹے بھائی ڈاکٹر کریم احمد شریف صدر جماعت باسٹن کو جب صورت حال کا پتہ چلا تو بغیر کسی توقف کے اپنے گھر سے نیویارک آگئے کئی لوگوں نے منع کیا اور بے شمار لوگوں نے حیرت کا اظہار بھی کیا کہ جس گھر میں اس وائرس کے دو مریض موجود ہیں اور نیویارک ویسے ہی اس مہلک وائرس کا گڑھ بنا ہوا ہے وہاں جانا خطرہ سے خالی نہیں لیکن اپنی بزرگ والدہ کی خدمت اور دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ بڑے بھائی کی خبر گیری کا جذبہ سب سوچوں۔ اندیشوں اور خطروں پر غالب آگیا اور آ کر خدمت کا خوب حق ادا کیا وہ بتاتے ہیں کہ

”جب میں آیا تھا تو امی جان اور نعیم بھائی میں کرونا وائرس کی علامات شروع ہو چکی تھیں اور دونوں کی حالت کافی تشویشناک تھی جس کی وجہ سے بہت زیادہ کمزوری تھی جمعہ کے دن طبیعت زیادہ خراب ہونے پر فکر ہوئی کہ اگر ویکنڈ پر انہیں سانس کی تکلیف زیادہ ہو گئی تو کیا ہو گا اسی دوران بھائی جان مبارک جمیل (کزن) کا فون آیا تو میں نے ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر سے آکسیجن کی فراہمی کا کہہ کے دیکھ لیں اس پر ڈاکٹر سے مشورہ کر کے آکسیجن گھر پر منگوا لی لیکن اللہ تعالیٰ نے بے حد فضل کیا اور امی جان کو معجزانہ طورپر شدید بیماری کے باوجود محفوظ رکھااور زندگی عطا کی “

کچھ دنوں کے علاج ، احتیاط اور سب سے بڑھ کر دعاؤں سے امی جان کے ساتھ ساتھ نعیم بھائی جان کی طبیعت بھی بحال ہونا شروع ہو گئی لیکن اس دوران چھوٹے بھائی کریم کو وائرس کا ان سے بھی زیادہ شدید اٹیک ہو گیا اور دن بدن اس کی شدت میں اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ بخار اور شدید کمزوری کے ساتھ ساتھ سانس لینے میں بہت دشواری ہونے لگی اور وہی آکسیجن جو والدہ کے لئے منگوائی تھی ان کے کام آئی۔ اللہ کی شان ہے کہ کس طرح پہلے سے اس نے انتظام کروا دیااور کافی دن آکسیجن لینے کی ضرورت پڑتی رہی بہرحال ایسی بے بسی کی کیفیت رہی جس کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے چند دن تو بے حدپریشانی میں گزرے باسٹن میں ان کی بیگم اور بچے الگ فکرمند تھے حالات کی وجہ سے نہ وہ آسکتے نہ یہ وہاں جا سکتے۔ ہسپتال جانے کے توخیال سے ہی ڈر لگتا تھاچنانچہ ایک دن ان کی بیٹی نے دعا کے لئے کہا اور بتایا کہ اگلے 24 گھنٹے بہت اہم ہیں تو خاکسار نے فوراً حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کودعا کے لئے خط لکھا اور بطور خاص اس بات کا ذکر کیا کہ بھائی کو ہسپتال میں ایڈمٹ نہ ہونا پڑے چنانچہ گھر میں ہی علاج کیا جاتا رہا اور اب وہی بھائی جن کا خیال رکھنے کہ لئے یہ آئے تھے شفاءیابی کے بعد ان کا خیال رکھ رہے تھے ان دنوں فون کی گھنٹی بجتی یا وٹس ایپ پر امریکہ سے کسی فیملی ممبر کا میسج آتا تویکدم دل دھڑک ساجاتا کہ یا اللہ خیر ہو بس ایک ہی اور ایک ہی سہارا دعا کا تھا بار بار پیارے آقا کی خدمت اقدس میں دعا کے لئے لکھتے رہے صدقہ و خیرات کا سلسلہ بھی جاری رہا اور ساتھ ممکنہ علاج بھی ہوتا رہا آخر کار اللہ تعالیٰ نے خلیفہ وقت اور سب کی دعاؤں کو سنتے اور قبول کرتے ہوئے انہیں بھی اس وائرس سے معجزانہ رنگ میں شفا دی ۔الحمدللہ ۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے نہ صرف والدہ کو پیرانہ سالی میں اس خطرناک وائرس کے شدید حملہ کے باوجود زندگی عطاء کی بلکہ ان کی خدمت کے بدلہ میں تین بیٹوں کے علاوہ بقیہ گھر کے افراد پر بھی اپنا خاص فضل اور رحم فرمایا ۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ ۔ حقیقت میں ہم احمدی کتنے خوش قسمت ہیں کہ خدا کا پیارا خلیفہ دن رات درد اور تڑپ کے ساتھ ہمارے لئے دعائیں کرتا ہے اور ہم اس کی برکات کا فیض پاتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ ہمیں شکر گزار بندہ بنائے ۔ خلافت سے وابستہ رکھے اور والدین کی کما حقہ خدمت کی توفیق ملتی رہے ۔ اس سارے عرصہ میں دنیا بھر سے لوگ حال پوچھتے اور دعائیں کرتے رہے ان سب کا شکریہ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطاء فرمائے ۔ آمین

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ۔

”یہ مت سمجھو کہ جس کو ہم و غم پہنچتا ہے وہ بد قسمت ہے۔ نہیں خدا اس کو پیار کرتا ہے جیسے مرہم لگانے سے پہلے چیرنا اور جراحی کا عمل ضروری ہے غرض یہ انسانی فطرت میں ایک امر واقعہ شدہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرتا ہے کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے اور اس میں کیا کیا بلائیں اور حوادث آتے ہیں ۔ ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب و غریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے “(ملفوظات)

21مئی2020ء		وقت سحر	وقت افطار
مکہ مکرمہ		04:17	18:54
مدینہ منورہ	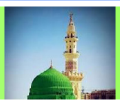	04:10	19:01
قادیان		03:52	19:22
ربوہ		03:33	19:04
اسلام آباد ٹلفورڈ	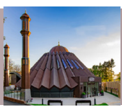	01:41	20:56